ماہنامہ
دختران اسلام لاہور
مئی 2015ء

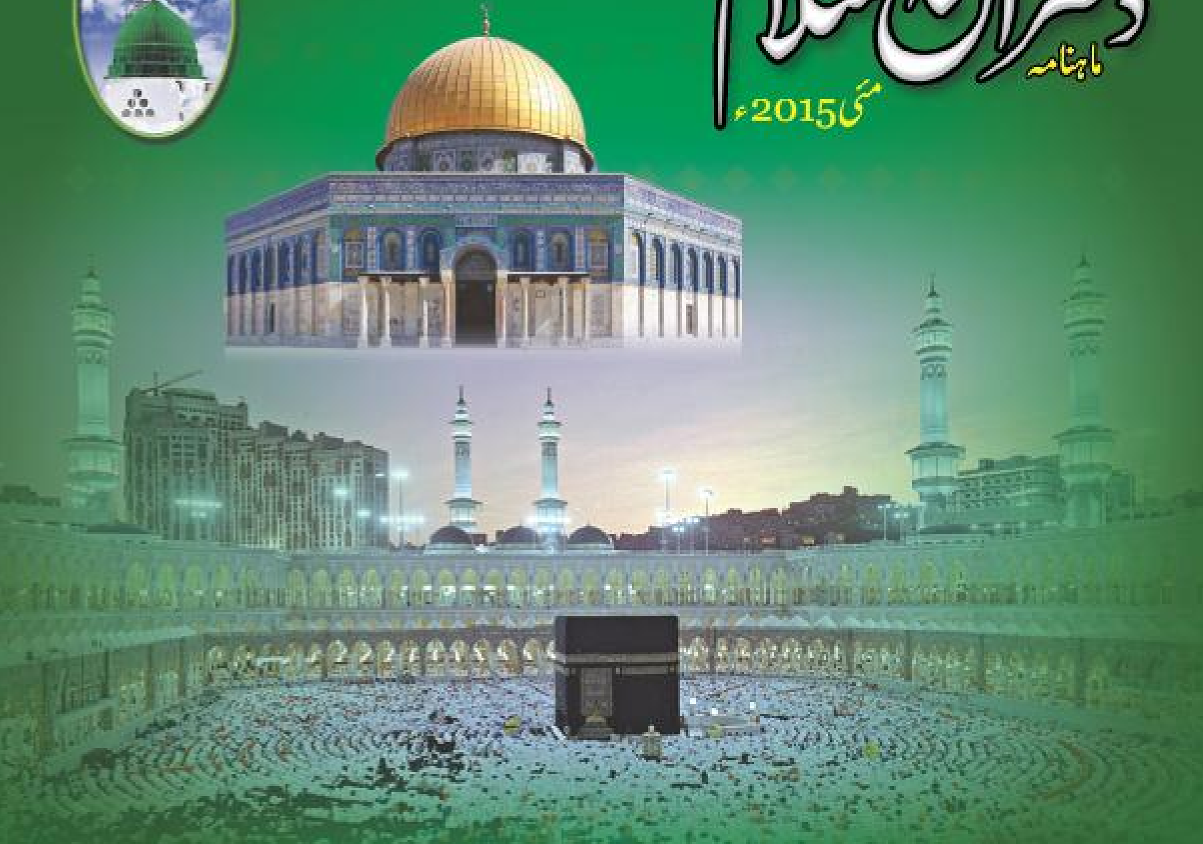

سفرِ معراج اور دیدارِ الٰہی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

قیامِ امن کیلئے شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی خدمات

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام اجتماعی شادیاں 2015ء

تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ کے طالبعلم کا اعزاز اور مبارکباد

سید اشفاق حسین صاحب کے صاحبزادے سید عامر علی حسین جو تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ کے طالبعلم ہیں نے 9 ماہ 12 دن میں حفظ القرآن مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بچے کے والدین لندن سے خصوصی طور پر اسی سعادت کے حصول کے لئے پاکستان تشریف لائے۔ اس دوران بچے نے حفظ القرآن کے ساتھ ساتھ عربی اور انگلش میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھا۔ اب یہ بچہ قرآن کریم کا ترجمہ خود سے کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ اس بچے کو والدین نے آغوش کمپلیکس میں قرأت اور نعت سکھانے کے لئے بھی قاری نور احمد چشتی صاحب کے سپرد کیا ہے۔ اس بچے کی آمین کی تقریب میں پرنسپل اور وائس پرنسپل نے جگر گوشہ شیخ الاسلام مدظلہ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری صاحب اور بچے کے والدین و اساتذہ کو مدعو کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری صاحب نے سید عامر علی اور اس کی بہن آمنہ بتول سے قرأت بھی سنی اور ان کے والدین اور بچوں کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے انہیں مصطفوی انقلاب کے عظیم مشن کا سرمایہ قرار دیا۔

علاوہ ازیں سید عامر علی کے بڑے بھائی حمزہ علی، میمونہ بتول، مریم نور اور خدیجہ نور منہاج القرآن یوتھ لیگ لندن کے ممبر کی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 22 شمارہ: 5 رجب/شعبان ۱۴۳۶ھ/مئی 2015ء

زیرِ سرپرستی

بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر

قرۃ العین فاطمہ

مینجنگ ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز

نازیہ عبدالستار

ملکہ صبا

ناشر

علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر

محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر

عبدالسلام

فوٹوگرافی

محمود الاسلام قاضی

کتابت

محمد اکرم قادری

مجلس مشاورت

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی

خرم نواز گنڈاپور

ڈاکٹر رحیق احمد عباسی

شیخ زاہد فیاض

جی ایم ملک

منظور حسین قادری

سرفراز احمد خان

غلام مرتضیٰ علوی

قاضی فیض الاسلام

فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ

رافعہ علی

عائشہ شبیر

سعدیہ نصر اللہ

راضیہ نوید

فہرس

اداریہ		6
معراج النبیؐ اور دیدارِ الٰہی	ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	8
کار اور کن کا فلسفہ	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	15
سفرِ معراج کے عجائبات	نازیہ عبدالستار	20
قیامِ امن کیلئے شیخ الاسلام کی کاوشیں	فضہ حسین قادری	28
ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تفسیری تفردات	علامہ محمد حسین آزاد	33
عوامی چیلنجز اور شیخ الاسلام	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	41
وظائف محمدیہ		47
گلدستہ		48
پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		50

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا. (النساء، ۴:۷۷)

کیا آپ نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جنہیں (ابتداءً کچھ عرصہ کے لیے) یہ کہا گیا کہ اپنے ہاتھ (دفاعی جنگ سے بھی) روکے رکھو اور نماز قائم کیے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو (تو وہ اس پر خوش تھے)، پھر جب ان پر جہاد (یعنی ظلم و تشدد اور جارحیت سے ٹکرانا) فرض کر دیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ (مخالف) لوگوں سے (یوں) ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرا جاتا ہے یا اس سے بھی بڑھ کر، اور کہنے لگے: اے ہمارے رب! تو نے ہم پر (اس قدر جلدی) جہاد کیوں فرض کر دیا؟ تو نے ہمیں مزید تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی؟ آپ (انہیں) فرما دیجیے کہ دنیا کا مفاد بہت تھوڑا (یعنی معمولی شے) ہے اور آخرت بہت اچھی (نعمت) ہے اس کے لیے جو پرہیزگار بن جائے، وہاں ایک دھاگے کے برابر بھی تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُوۡلُ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ: أَيۡنَ الۡمُتَحَابُّوۡنَ بِجَلَالِي؟ الۡيَوۡمَ أُظِلُّهُمۡ فِي ظِلِّي يَوۡمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي. رَوَاهُ مُسۡلِمٌ وَأَحۡمَدُ وَابۡنُ حِبَّانَ. عَنۡ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ: أَفۡضَلُ الۡأَعۡمَالِ (وفي رواية لأحمد: أَحَبُّ الۡأَعۡمَالِ. وفي رواية للبزار: أَفۡضَلُ الۡعِلۡمِ) الۡحُبُّ فِي اللهِ وَالۡبُغۡضُ فِي اللهِ. رَوَاهُ أَبُوۡدَاوُدَ وَأَحۡمَدُ وَالۡبَزَّارُ.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میری عظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے آج کہاں ہیں؟ میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں کیونکہ آج میرے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اللہ ﷻ کے نزدیک) اعمال میں سب سے افضل عمل (اور احمد کی روایت میں ہے کہ سب سے پیارا عمل اور بزار کی روایت میں ہے کہ سب سے افضل علم) اللہ ﷻ کے لئے محبت رکھنا اور اللہ ﷻ ہی کے لئے دشمنی رکھنا ہے۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۴۰۵)

حمد باری تعالیٰ

ہم پر عنایتیں ہیں صدا ذوالجلال کی
لازم ہے ہم کو حمد و ثناء ذوالجلال کی

ہر شے میں اس کی جلوہ گری، ہر شے پہ وہ محیط
ہر سمت، ہر طرف ہے ضیاء ذوالجلال کی

ہاں! اس کی قدرتوں کی کوئی انتہاء نہیں
تکمیل مدح کیا ہو بھلا ذوالجلال کی

پستاں میں شِیر پیدا کیا کس نے خون سے
اے واہ! صد کرم یہ عطا ذوالجلال کی

بر آریٔ حاجات میں رکھتے ہیں احتیاج
میر و فقیر، شاہ و گدا ذوالجلال کی

ہو اس کے آگے چون و چراں، کس کی یہ مجال
ہے سلطنت بہ ارض و سماء ذوالجلال کی

کاموں میں اس کے دخل کسی کا کوئی نہیں
یکتا ہے ذاتِ قدس و علیٰ ذوالجلال کی

ہے بندگی کا ہم کو تقاضا بہر نفس
حاصل کریں عمل سے رضا ذوالجلال کی

(بے چینؔ راجپوری)

نعت رسول مقبول ﷺ

بیٹھا ہوں لئے دل میں تمنا ترے در کی
محتاج مری جاں ہے تری ایک نظر کی

اس پیکرِ عصیاں کو کرم سے ہیں امیدیں
ہے لاج ترے ہاتھ مرے دیدۂ تر کی

ہر جلوے کو میں دل سموتا چلا جاؤں
اس طور زیارت ہو ترے تورنگر کی

تیرے کسی بندے کے سفینے کو ڈبو دے
ایسی نہیں جرأت کسی طوفاں نہ بھنور کی

طیبہ کا تصور ہے کلی دل کی کھلی ہے
محسوس یہ ہوتا ہے ہوا آئی ادھر کی

افلاک پہ اڑ جائے ترا فرش نشیں بھی
ہائے آئے اگر خاک تری راہ گزر کی

قدسی بھی جہاں آتے ہیں دینے کو سلامی
اوقات وہاں کیا ہے مرے عرضِ ہنر کی

مل جائے گا اس در پہ حضور کا شرف بھی
سرکار نے از راہِ عنایت جو نظر کی

جو نور مبیں قطبؔ ہے عنوانِ تمنا
توصیف کرے کیا کوئی اس رشکِ قمر کی

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

مزدور اور محنت کش خواتین و حضرات کے حقوق کی جنگ
پاکستان عوامی تحریک کے سنگ

ملک پاکستان کی حالت نہایت تباہ کن ہوتی جارہی ہے۔ ہر طرف لوٹ مار، کرپشن، ڈاکہ زنی، بھتہ خوری، رشوت ستانی اور دہشت گردی کا دور دورہ ہے۔ دولت کی ہوس نے اسلامی معاشرتی اقدار کو تباہ کردیا ہے تاجر و دکاندار حضرات مصنوعی قلت کے باعث دن بدن قیمتوں میں اضافہ کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ جس کے باعث غریب وکم آمدنی والے مزدور طبقے سے زندہ رہنے کا بھی حق چھینا جارہا ہے جبکہ اللہ رب العزت غریبوں، مظلوموں ں اور مزدوروں کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ جس طرح وہ اپنے غریب رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ لہٰذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم جہاں اپنے غریب رشتہ داروں سے قطع رحمی کی بجائے ان سے صلہ رحمی کریں، وہاں معاشرے کے مظلوم و مجبور افراد بالخصوص مزدور پیشہ خواتین وحضرات کے حقوق ادا کریں اور ان کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ان کی مزدوری موقع پر ادا کریں تاکہ اس ملک کو حقیقی امن وسکون کا گہوارہ بنایا جاسکے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفائے راشدین کے ادوار کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر اپنی رعایا کا خیال رکھتے تھے۔ خود راتوں کو گشت کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ وقت بھی آیا کہ جب عہد خلافت عمر فاروقؓ میں کوئی شخص نہ رات کو بھوکا سوتا تھا اور نہ کوئی زکوٰۃ لینے والا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ نہیں تھی کہ ہر شخص مالی طور پر مستحکم ہوگیا تھا بلکہ وجہ یہ تھی کہ امراء طبقہ بھی عیش پرستی کو چھوڑ کر سادہ زندگی گزارنا پسند کرتا تھا اور خود اپنے عہد کا خلیفہ بھی نہایت سادہ زندگی بسر کرتا دکھائی دیتا تھا اور اپنی رعایا کی تکالیف دور کرنے میں مصروف رہتا تھا جس کے باعث عوام الناس میں سے بھی عیش پرستی، تن آسانی، حسد ونفرت اور بغض وعداوت دور ہوکر صبر وتحمل، عفو ودرگزر، سخاوت اور کسب حلال کا جذبہ بیدار ہوگیا تھا۔

یہاں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کسی بھی دور کی کامیابی کا انحصار اس کے حکمرانوں پر ہوتا ہے۔ اگر حکمران میں تحمل و برداشت، اخلاص ومحنت، صبرو استقامت اور اعتدال و میانہ روی کا عنصر نظر آئے گا تو وہی انداز فکر اور طرز زندگی نیچے غرباء ومزدور اور محنت کش طبقے میں منتقل ہوگا۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو عوام بھی حکمرانوں کی لوٹ مار، کرپشن، نفرت، اقرباء پروری اور ذخیرہ اندوزی کو دیکھتے ہوئے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ انہیں بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی ہماری بھلائی وخیر خواہی اور حقوق کی ادائیگی کے لئے عملی قدم اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔ یہ ملک چونکہ اسلام کے نام پر غیر مسلموں سے حاصل کیا گیا تھا اس

لئے ہمارے حکمرانوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پاکستانی باشندوں کو پرامن و پرسکون فضاء مہیا کریں مگر آج قائداعظم کی پرخلوص قیادت کے بعد ایسا کوئی حکمران نہ آیا کہ جس نے پسے ہوئے اور نان شبینہ سے محروم مزدور طبقے اور پاکستان کی غریب عوام کی بہتری کے لئے کاوشیں کی ہوں۔

موجودہ دور میں پاکستان عوامی تحریک کے قائد و کارکنان غریب و مزدور طبقہ کے حقوق کی بازیابی کے لئے جنگ تن تنہا لڑ رہے ہیں اور باطل قوتوں سے ٹکرا رہے ہیں جس کے لئے تحریک کے جانثار کارکنان جام شہادت بھی نوش کر چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام تر مزدور پیشہ اور غریب پسے ہوئے افراد معاشرہ سب اکٹھے ہوکر ایک آواز بنیں اور قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں اپنے حقوق خود آگے بڑھ کر چھین لیں۔ کیونکہ بقول اقبال

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو آپ خیال جسے اپنی حالت کے بدلنے کا

اسی مقصد کے حصول کے لئے پاکستان عوامی تحریک نے بلدیاتی الیکشن میں بھرپور حصہ لینے کا اعلان کیا ہے تاکہ گراس روٹ لیول تک محنت کش اور مزدور پیشہ خواتین وحضرات کے حقوق کی جنگ ان کے سنگ لڑی جاسکے۔ علاوہ ازیں قائد انقلاب کے انقلابی منشور کے مطابق آئندہ عام انتخابات میں پاکستان عوامی تحریک کی کامیابی کی صورت میں ہر بے گھر کو گھر دیا جائے گا اور متوسط خاندانوں کو گھر کی تعمیر کے لئے 25 سال کی اقساط پر بلاسود قرض دیا جائے گا۔ ہر بے روزگار شخص کو مناسب روزگار فراہم کیا جائے گا یا روزگار الاؤنس دیا جائے گا۔ قلیل آمدنی والوں کو ضروری اشیائے خوردونوش (آٹا، گھی، چینی، چاول، دودھ، دال اور سادہ کپڑا) آدھی قیمت پر فراہم کئے جائیں گے۔ لوئر مڈل کلاس کے لئے بجلی، پانی اور گیس کے بلوں پر ٹیکس ختم کردیئے جائیں گے اور مذکورہ یوٹیلٹیز نصف قیمت پر فراہم ہوں گی۔ سرکاری انشورنس کا نظام بنایا جائے گا جس کے تحت غریبوں کا علاج مکمل طور پر فری ہوگا۔ یکساں نظام کے تحت میٹرک تک تعلیم مفت اور لازمی ہوگی۔ غریب کسانوں اور ہاریوں کو 10/5 ایکڑ زرعی زمینیں برائے کاشت مفت فراہم کی جائیں گی۔ مستحق گھرانوں میں خواتین کو گھریلو صنعتوں کے ذریعے روزگار فراہم کیا جائے گا تاکہ انہیں معاشی استحکام مل سکے اور خواتین کے خلاف امتیازی رسوم اور ظالمانہ قوانین کا خاتمہ کیا جائے گا۔ سرکاری و غیر سرکاری چھوٹے بڑے ملازمین کے درمیان تنخواہوں کے فرق کو ممکنہ حد تک کم کیا جائے گا۔ فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے انقلابی پالیسی بنائی جائے گی۔ دس ہزار Peace Training Centers قائم کئے جائیں گے۔ مدارس اور سکولز کے نصابات میں ترامیم اور جدت پیدا کی جائے گی اور پورے معاشرے کو انتہاء پسندی سے پاک اور معتدل بنایا جائے گا تاکہ یہاں امن، حفاظت، خوشحالی اور ترقی کی ضمانت فراہم کی جائے۔

معراج النبی ﷺ اور دیدارِ الٰہی

خصوصی خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی نے شب معراج کے ایک بڑے اجتماع سے جامع مسجد منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور میں مورخہ 15/2/1990 کو مذکورہ بالا موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ خطاب کی CD نمبر 728 ہے جو مکمل خطاب سماعت کرنا چاہیں وہ اسے سن سکتے ہیں جبکہ قارئین کے استفادہ کے لئے خطاب کو ایڈٹ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ منجانب: ادارہ دختران اسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی. (النجم: 11)

’’(اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا‘‘۔

محترم مشائخ و علماء کرام، معزز خواتین و حضرات اور عزیزان گرامی قدر! یہ مہینہ معراج النبی ﷺ کا مبارک مہینہ ہے۔ آج 27 رجب کو شب معراج جن فضائل و کرامات سے اور جن انعامات و نوازشات سے حضور نبی اکرم ﷺ کو بہرہ ور فرمایا گیا ان میں سے ایک فضیلت کا ذکر آج کرتے ہیں اور وہ فضیلت ہے حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا۔ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو جن فضائل و کمالات، بزرگیوں، نوازشوں، عنایات، معجزات اور بڑی بڑی نشانیوں سے نوازا ان میں سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی نصیب ہونا ہے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی شان، ان کی بساط، ان کے درجے اور ان کے مراتب کی بدولت جو معجزات عطا کئے گئے وہ سارے حضور ﷺ کی ذات اقدس میں یکجا اور جمع کئے گئے۔ اسی لئے کہا گیا:

ے حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ فضیلت اپنے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بھی حضور ﷺ کی ذات اقدس میں منتہیٰ کمال کو پہنچی مگر رؤیت باری تعالیٰ اور دیدار الٰہی کا شرف صرف حضور ﷺ کے لئے خاص کیا گیا۔

میں نے شروع میں جو آیت مبارکہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی. (النجم: ۱۱)

''(اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا''۔

میرے محبوب ﷺ کی آنکھوں نے جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہیں جھٹلایا (بلکہ دل نے اس کی تصدیق کردی) اب آنکھوں نے کیا دیکھا اور دل نے کس کی تصدیق کی اور کیسے تصدیق کی؟ یہ تفصیل طلب مسئلہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اللہ کے دیدار سے شرفیاب ہونا، اس مسئلہ پر صحابہ کرامؓ سے لے کر آئمہ کرامؒ تک علماء کرام کی آراء، اقوال اور نکتہ ہائے نظر مختلف رہے ہیں۔ اس پر بحثیں بھی ہوئی ہیں اور بعض لوگوں نے اس کے متعلق یہ تک کہا کہ انہوں نے اللہ کو نہیں دیکھا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے اور تابعین نے اور ائمہ کرام نے یہ مذہب اختیار کیا کہ حضور ﷺ نے بلاشک وشبہ اللہ پاک کو دیکھا اور وہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے کہا کہ اللہ کو نہیں دیکھا انہوں نے یہ مفہوم لیا کہ ''اس سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں نہیں دیکھا'' اس میں نفی شب معراج کے مشاہدے کی نہیں ہے بلکہ عمومی قول ہے کہ اس دنیا میں جو آنکھیں ہیں وہ اللہ پاک کے دیدار کی سکت نہیں رکھتیں۔ جیسے فرمایا گیا:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ. (الانعام: ۱۰۳)

''نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے''۔

اور جو کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کو دیکھا وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى. (النجم: ۸، ۹)

''پھر وہ (ربّ العزّت اپنے حبیب محمد ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیاo۔ پھر (جلوۂ حق اور حبیبِ مکرّم ﷺ میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہوگیا)''۔

آقا علیہ السلام کو قاب قوسین او ادنی کی منزلوں پر سرفراز کردیا گیا اور ساری مسافتوں اور فاصلوں کو ہٹادیا گیا اور قربت و وصال اپنے کمال پر پہنچا تو وہاں حجابات اٹھادیئے گئے تب حضور ﷺ کو اللہ رب العزت نے اپنا جلوہ عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ سیدنا امام حسن بصریؒ جب حضور ﷺ کی نسبت رؤیت باری تعالیٰ سے شرف یاب ہونے کی بات آتی تو آپ اللہ کی قسم کھا کر کہتے کہ ''اللہ کی قسم ہے! حضور ﷺ نے اللہ کو دیکھا۔ اللہ کو دیکھا۔ اللہ کو دیکھا''۔ اس مسئلہ پر ان کے شرح صدر اور یقین کی پختگی کا عالم یہ تھا کہ تین بار اسے

دہرایا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا: ''ہاں حضور ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا اللہ کا دیدار کیا اللہ کا دیدار کیا'' یہ فرماتے رہے فرماتے رہے حتی کہ ان کا سانس رک گیا یعنی بار بار ان کلمات کو دہراتے رہے۔ مقصد یہ ہوا کہ آئمہ کو اس مسئلہ پر اتنا یقین کامل تھا کہ پوری قطعیت کے ساتھ اسے بیان کرتے۔

ان دو مثالوں سے سمجھانا مقصود یہ ہے کہ اس پر مختلف اقوال ہیں مگر مذہب مختار اور اکثریت صحابہ کرامؓ، تابعین، آئمہ محدثین کی اس طرف گئی ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ پاک کا دیدار کیا اور بعض نے یہ بھی کہا کہ دیدار کیا اور آنکھوں سے دیدار کیا۔ بعض نے کہا آنکھوں سے نہیں دل سے دیدار کیا، بعض نے کہا کہ دل اور آنکھوں دونوں سے دیدار کیا۔

اس علمی مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں لیکن ساروں کو ایک بنا کر سمجھا جائے تو ان میں ایک صورت تطبیق کی بھی ہے جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آنکھوں سے بھی دیکھا، دل سے بھی دیکھا۔ قرآن کا یہ کہنا کہ دل نے اسے نہیں جھٹلایا جسے ہمارے محبوب ﷺ نے آنکھوں سے دیکھا۔ اب ان سب باتوں کا معنی کیا ہے؟ اسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ (جو کوہ طور پر پیش آیا) کی روشنی میں سمجھنا آسان ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے طور پر اللہ رب العزت کے حضور عرض کیا: رَبِّ اَرِنِیْ! ''اے اللہ تو مجھے اپنا آپ دیکھا''۔ تو اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

لَنْ تَرٰانِیْ. (الاعراف:۱۴۳) ''تم مجھے (براہ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے''۔

لن ترانی میں نفی اس چیز کی ہے کہ اے موسیٰ! مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن اس بات کی نفی نہیں کی کہ مجھے دیکھا نہیں جاسکتا یا کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس جواب کے اندر ایک وضاحت پوشیدہ ہے اور اس نفی کے اندر ایک اثبات پوشیدہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے دیکھا تو جاسکتا ہے اور میرا جلوہ حسن بھی ممکن ہے اور کوئی آنکھ تاب نظارہ رکھتی ہو تو میرا جلوہ دیکھ تو سکتی ہے مگر اے موسیٰ! تیرے لئے یہ کام مشکل ہے۔

اگر بات یہاں ختم ہوجاتی تو پھر بھی اس کی یہاں ایک حد تھی مگر اس سے آگے جو ایک واقعہ پیش آیا وہ ایک اور حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَلٰـکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰانِیْ . (الاعراف:۱۴۳)

''مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم میرا جلوہ کرلوگے''۔

اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہوکر تجلی پہاڑ پر ڈالنے کا کہا (اس میں تجلی ظاہر ہونے کا معنی بیان کررہی ہے) اور تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ پھر فرمایا:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا. (الاعراف: ۱۴۳)

’’پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدّتِ انوار سے) اسے ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہوکر گر پڑے‘‘۔

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کا دیدار ہی ناممکن ہے تو (دیدار کہا جاتا ہے آنکھ پر کسی کا ظاہر ہونا) پہاڑ پر کیا ہوا؟ آیت میں ہے کہ جب اللہ رب العزت نے پہاڑ پر اپنے جلوہ حسن کو ظاہر کیا تو وہ ظہور جلوہ ذات کو برداشت نہ کرسکا اور ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر رب العزت کے ظہور حسن کا جو نظارہ کیا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر نیچے گر پڑے۔ یہاں تین سوال پیدا ہوگئے۔

۱۔ اللہ پاک نے اپنا ظہور فرمایا یا پھر نہیں فرمایا۔

۲۔ جب پہاڑ پر جلوہ حسن ظاہر کیا تو پہاڑ جذب نہ کرسکا۔ (یہ مفہوم ہے برداشت نہ کرسکنے کا اور جو جذب کرلے اس نے برداشت کرلیا۔)

۳۔ وہ جو ظہور ہوا اس کا حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا یا نہ ملا۔

جلوہ حسن کا پرتو اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نہ پڑا ہو تو آپ علیہ السلام کے بے ہوش ہونے کا کیا مطلب ہے؟ لہٰذا جو اثر پہاڑ پر ہوا وہی اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی ہوا مگر فرق یہ تھا کہ پہاڑ پر براہ راست ظہور ہوا تھا لہٰذا وہ جل اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انعکاسی ظہور کا اثر لیا اس لئے بے ہوش ہوگئے اور قرآن مجید نے فرمایا تھا کہ اگر یہ قائم رہا تو اے موسیٰ تم مجھے دیکھ لوگے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر پہاڑ نے جلوہ حسن کو برداشت کرلیا تو وہ میرے حسن کا مظہر بن جائے گا جیسے سورج کا ظہور آئینے پر ہو اور وہ سورج آئینے میں چمکنے لگے اور کوئی آئینے کو دیکھے تو اس نے سورج کو دیکھ لیا لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ آئینہ برقرار بھی رہے لیکن اگر اس کا شیشہ ٹوٹ جائے تو پھر نہیں دیکھا جاسکے گا کیونکہ آئینہ مظہر نہ رہا اور اگر اپنی حالت میں برقرار رہا تو سورج اس میں چمک اٹھا اور دیکھنے والے نے اس آئینہ میں سورج کو دیکھ لیا۔

سو اس پہاڑ کو اللہ جل مجدہ نے آئینہ کی مثل بنایا۔ فرمایا: موسیٰ! براہ راست تیری نگاہ مجھے نہیں دیکھ سکتی۔ ہم اس طور کو آئینہ بناتے ہیں اور اس کے آئینے میں اپنے حسن کا جلوہ اتارتے ہیں۔ اگر یہ طور اپنی حالت میں برقرار رہا تو دیکھنا تمہیں میرا حسن نظر آجائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی التجاء اللہ نے مشروط قبول کرلی تو اللہ رب العزت نے اپنا ظہور فرمایا۔ مگر وہ

پہاڑ تھا ریزہ ریزہ ہوگیا پھر انعکاسی شعاعیں حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی روح پر پڑیں تو آپ علیہ السلام اس کے نظارے سے بے ہوش ہوگئے چونکہ وہ تجلی جذب نہیں ہوئی تھی (پہاڑ میں) لہذا اسی طرح منعکس ہوگئی۔

اب اس واقعہ کے ساتھ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرنا چاہتا ہوں جس میں فرمایا: ''**ما کذب الفواد ماراى**'' آنکھوں نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی۔ پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا **لاتدرک الابصار** ۔''آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں''۔ بے شک آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں باوجود اس کے کہ **لن ترانی** فرمایا تھا مگر دکھائے جانے کا اہتمام تو فرمایا تھا اور طور کو مظہر بنایا تھا لہذا مظہریت کی سبیل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کرانے کی ایک تدبیر تھی۔ ادھر اللہ رب العزت نے فرمایا۔''**ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى**'' پھر دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مقام قاب قوسین کے بعد مقام او ادنی پر فائز کیا تو اس مقام پر اللہ رب العزت سے حضورعلیہ السلام نے دیدار چاہا کیونکہ آنکھیں تو اس پیکر بشریت کی تھیں ناں! اور دل حضور علیہ السلام کا عرش الٰہی سے بھی بلند و بالا تھا۔ اس مقام پر اللہ رب العزت نے چاہا کہ دیدار سے نوازا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اہتمام یوں کیا تھا کہ طور کو مظہر بنایا تھا اور اس پر جلوہ کر کے اپنا آپ ظاہر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ اسے دیکھو! مگر یہاں سارا کچھ اندر ہی اندر کردیا۔ فرمایا: محبوب تیرے اپنے دل کو اپنی جلوہ گاہ بناتے ہیں۔ ان آنکھوں نے نظر اٹھائی مگر نور ایک حجاب تھا۔ فرمایا: میری آنکھوں نے دیکھا مگر وہ تو نور ہی نور تھا۔ اس نور سے آگے کیسے دیکھتا؟ تو آنکھوں کے سامنے تو نور ایک حجاب تھا مگر قلب اطہر کے لئے کوئی حجاب نہ تھا تو حضور علیہ السلام کے قلب اطہر کو اللہ رب العزت نے اپنے جلوہ ذات کا ٹھکانہ بنادیا اور وہ عمل جو صفاتی تجلی کے اعتبار سے (طور پر جلوہ ذات بھی نہ تھا جلوہ صفات تھا اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ پاک کے صفاتی مظہر ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام اللہ پاک کے اسمی مظہر ہوتے ہیں۔ سارے مخلوق اللہ کی افعالی مظہر ہے جبکہ تنہا تاجدار کائنات ﷺ اللہ کی ذات کے مظہر ہیں۔) صفاتی تجلی کا مظہر طور کو بنایا اور طور کو قلب مصطفیٰ ﷺ سے کیا نسبت؟ یہاں اپنے جلوہ ذات کے لئے قلب محمدی ﷺ کو اللہ پاک نے اپنا مظہر بنایا اور فرمایا اے محبوب ہم تیرے دل کو اپنی ذات کی جلوہ گاہ بناتے ہیں اور اپنی ذات کا جلوہ تیرے قلب اطہر پر اتارتے ہیں اور یوں اتارتے ہیں کہ تیرا دل میرے جلوہ کے مظہر ہونے کے لئے مکاں سے لامکاں تک پہنچ جائے جیسے لامکاں میری ذات کی جلوہ گاہ ہے اسی طرح محبوب تیرا دل میری ذات کا جلوہ گاہ ہوگا۔ جیسے ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ جب ہم جلوہ اتاریں گے پہاڑ پر اور وہ برقرار

رہا تو میرا مظہر بن جائے گا اور تم مجھے دیکھ لو گے۔محبوب اسی طرح ہم تیرے قلب اطہر میں اپنی ذات کا جلوہ اتارتے ہیں اگر تیرا دل میری ذات کے جلوہ پر برقرار رہا اس کی حالت بگڑی نہیں اور میرے جلوہ ذات کو اپنے اندر سمولیا تو محبوب وہ آنکھیں جو میرا جلوہ براہ راست نہیں دیکھ سکتیں وہ تیرے دل کو دیکھیں گی تو پھر وہ مجھے دیکھ لیں گی۔

کہنے والے یہی کہتے ہیں کہ آنکھیں براہ راست نہیں دیکھ سکتیں تو محبوب کیا ہوا اگر آنکھیں براہ راست میرے جلوہ ذات کو تک نہیں سکتیں تو ہم اپنا جلوہ تیرے دل میں اتار دیتے ہیں۔

؎ آئینہ دل میں ہے تصویر یار　　　جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور تیرے دل کو اپنی ذات کی جلوہ گاہ بنادیتے ہیں۔ اب محبوب ﷺ تیری آنکھیں تیرے دل کو دیکھیں وہاں دل نظر نہیں آئے گا بلکہ میری ذات نظر آئے گی کیونکہ تیرے دل میں بس میرا جلوہ ہی جلوہ ہوگا۔

پھر فرمایا: **مازاغ البصر وماطغی** ''پھر آنکھ نہ بھٹکی نہ حد سے بڑھی''۔ پھر اس کی تشریح ہوئی **ماکذب الفواد مارای** سو آنکھوں نے دیکھا اور دل نے اس کی تصدیق کردی۔کس چیز کی تصدیق کردی جو آنکھوں نے دیکھا کہ یہ جلوہ ذات خدا کا ہے کیونکہ شاید لوگوں کو شبہ ہوتا کہ جو آنکھوں نے دیکھا وہ جلوہ ذات خدا کا تھا یا نہ تھا تو دل نے اس کی تصدیق کردی۔نہیں مت بھولو یہی ہے، یہی ہے، فرق صرف یہ ہوا کہ طور برداشت نہ کرسکا اور قلب مصطفیٰ ﷺ برداشت کرگئے۔ یہ برداشت بھی اللہ رب العزت نے عطا فرمائی۔ دل اور آنکھیں دونوں رب العزت کے دیدار سے مستفیض ہوئے۔ دل تو خود ہی مظہر بن گیا مگر آنکھیں دیر تک سیر ہوکر تکتی رہیں اور خدا جانے کتنی دیر تک تکتی رہیں۔

اب موسیٰ علیہ السلام کی تشنگی ایک باقی تھی **فسوف ترانی** والی کیونکہ پہاڑ تو ریزہ ریزہ ہوگیا تھا لہٰذا شعاع کے انعکاس کا اثر تو پڑا تھا مگر برداشت نہ کرسکا تو یہ تشنگی تھی کہ کاش طور برقرار رہتا اور وہ جلوہ حسن الٰہی کا مظہر بن جاتا اور میں دیکھتا رہتا۔ یوں تشنگی قائم تھی کہ نہ طور برقرار رہا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہوش برقرار رہا۔ ہوش میں آکر عرض کی: اے مولا! میں اپنے سوال سے تائب ہوتا ہوں۔مگر آرزو کی تشنگی تو باقی تھی (میرا دل کہتا ہے اس واقعہ کے بعد تشنگی اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہوگی) توبہ تو کردی یہ بارگاہ الٰہی کا ادب تھا مگر وہ جو تھوڑی سی لذت بے ہوشی کی ملی اس نے تو آرزو کو آگ لگادی ہوگی کیونکہ جب تک دیکھا نہ تھا اور جب تک چکھا نہ تھا خالی آرزو تھی اب تو تھوڑا سا چکھ بھی لیا لہذا اب تو آرزو آتش میں بدل گئی ہوگی۔ جب تک کسی نے دیکھا نہ ہو

اور چکھا نہ ہو آرزو کی جو شدت ہوتی ہے وہ تو ہوتی ہے لیکن جو اس حال کو پہنچ جائے کہ دیکھ بھی لے اور نہ بھی دیکھے تھوڑی سی چکھ لے اور سیراب بھی نہ ہو تو اندازہ کرلیں کہ ایسا عالم کیا ہوگا؟

پھر موسیٰ علیہ السلام انتظار کرتے رہے، کرتے رہے، یہاں تک کہ شب معراج آ گئی۔ حضور ﷺ اوپر گئے، پلٹے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: مولا! طور تو جلوہ گاہ نہیں بن سکا تھا۔ جل گیا تھا۔ چلو مولا وہ برقرار نہیں رہ سکا تھا تو تیرا محبوب تو برقرار ہے۔ فرمایا موسیٰ! ہم محبوب کو 50 نمازیں تحفہ میں دے دیتے ہیں تم راستے میں کھڑے ہوجاؤ آج تیری اسی تشنگی کو بجھا دیتے ہیں۔ میرا محبوب آئے گا پوچھنا کتنی نمازیں لائے ہو۔ میرے محبوب فرمائیں گے پچاس تو فرمانا آپ ﷺ کی امت اتنا بوجھ برداشت نہیں کرسکے گی لہذا کم کروالائیں۔ بعض کتابوں میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے 9 مرتبہ التجا کی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف آقا علیہ السلام کو دیکھا بلکہ پلٹ کر آئے پھر دیکھا لہذا جتنی بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی برابر دعا کے عوض ایک بار دیدار نصیب ہوا تھا۔

لہذا اس آیت کے مظہر اتم صاحب معراج حضور ﷺ ہوگئے اور پھر آقا علیہ السلام کو یہ شان دائمی نصیب ہوگئی اس لئے جب نیچے آئے تب بھی فرمایا:

من رانی فقد رای الحق. (صحیح مسلم جلد۴، ص۱۷۷۶، حدیث ۲۲۶۷)

”جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھ لیا“۔

کوہ طور اگر برقرار رہتا تو چند لمحوں کے لئے جلوہ گاہ بن کر برقرار رہتا مگر آقا علیہ السلام برقرار رہے تو عمر بھر کے لئے جلوہ گاہ بن گئے اور آج تک آقا علیہ السلام حسن ذات الٰہی کے جلوہ گاہ ہیں۔

اظہار تعزیت

محترمہ فہمیدہ یوسف جن کی تحریک ومشن کے لئے بے شمار خدمات تھیں۔ مرحومہ تحریک کی تاحیات رفیق تھیں جنہوں نے 2002ء میں لیڈی کونسلر کا الیکشن لڑا۔ قضائے الٰہی سے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ اللہ رب العزت ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆ مقصودہ انجم سابقہ مرکزی ناظمہ تنظیمات کی والدہ محترمہ اور بھابھی شاہین قضائے الٰہی سے وصال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کارکن اور کن کا فلسفہ

قائد ڈے کی تقریب سے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: نازیہ عبدالستار

آخری قسط

مورخہ 19 فروری 2015ء کو مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن انٹرنیشنل پر قائد ڈے کی تقریب سے چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی خطاب فرمایا جسے ایڈیٹنگ کے بعد بالاقساط شائع کیا جارہا ہے جو تمام کارکنوں اور قائدین کیلئے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ منجانب: ادارہ دختران اسلام

صحابہ کرامؓ کا کمال یہ تھا کہ ان میں سے کسی نے کار بھی نہیں چھوڑا اور حضور ﷺ سے بھی نہیں پوچھا کہ کن کب آئے گا؟ صحابہ کرامؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اب کیا کریں؟ فرمایا: تعداد کم ہے اس لئے کن نہیں ہوا۔ آگے چلو اور اس پیغام مصطفوی کو گلی گلی پھیلادو۔ کم و بیش 1400 صحابہ کرامؓ نے پھر کار شروع کیا اور گلیوں، محلوں اور گھروں میں جاکر حضور ﷺ کا پیغام پھیلاتے رہے اور حوصلوں کو بلند کرتے رہے۔ اس کی برکت یہ ہوئی کہ ڈیڑھ یا پونے دو سال بعد پھر آقا علیہ السلام کی جب کال آتی ہے تو 10 ہزار صحابہ کرامؓ اب فتح مکہ کے لئے جارہے ہیں جو انقلاب کی فکر کو پہنچاتے رہے جو آگے بڑھتے رہے کیونکہ ان کو یقین تھا کہ ہم کار کرتے رہیں گے تو کن ضرور ہوکر رہے گا۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم　　　جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ڈیڑھ پونے دو سال ہوئے تھے کہ کفار نے خود غلطی کردی ایسی غلطی کی کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ معاہدہ ٹوٹ گیا۔ اب کن کی تلوار چل رہی ہے کیونکہ اللہ رب العزت فرماچکا تھا:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا. (الفتح، ۴۸: ۱)

”(اے حبیب مکرم!) بے شک ہم نے آپ کے لئے (اسلام کی) روشن فتح (اور غلبہ) کا فیصلہ فرما دیا۔ (اس لئے کہ آپ کی عظیم جدوجہد کامیابی کے ساتھ مکمل ہوجائے)“۔

اب کن کی تلوار چلی تو کفار خود بخود گرتے چلے گئے اور آہنی تلوار چلانے کی ضرورت نہیں پڑی اور مکہ فتح ہوتا

چلا گیا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ سوا لاکھ کا اجتماع مکہ معظّمہ میں حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہے۔ یہ کار کرنے والے کون تھے یہ حضور ﷺ کے کارکن تھے۔آج بھی ہم اسی مصطفوی انقلاب کی بات کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے فرمایا کہ یہ انقلاب پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں بھرا راستہ ہے جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ جائیں اور کن ہوجائے۔ ایسے اللہ رب العزت کن نہیں دیتا۔ اپنے زور بازو سے پہلے کار مکمل کرنا ہوگا۔ جب تک ہم کار اور کارکردگی والے کارکن نہیں بنیں گے، ہمت و حوصلے اور جرات والے نہیں بنیں گے تب تک کامیابی و کامرانی کی منزل پر فائز نہیں ہوسکیں گے۔

دوسری طرف ہم اپنے قائد کو اس قوم کی خاطر تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے دل کو دکھی اور رنجیدہ نہیں دیکھ سکتے مگر اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ یہ بھی حضور ﷺ اور انبیاء کرام کی سنت ہے اور چونکہ وہ خود بھی برداشت کررہے ہیں لہذا ہمیں بھی برداشت کرنا ہوگا۔ آج ہمیں تکلیفیں پہنچتی ہیں، یہ تکلیفیں احد والے صحابہ کرامؓ کو بھی پہنچی تھیں جب وہ لاشیں اٹھارہے تھے۔ بدر والے صحابہ کرامؓ کو بھی پہنچی تھی جب وہ لاشیں اٹھارہے تھے۔ تمام غزوات میں بھی تکلیفیں پہنچی تھیں۔ مکہ کے دور میں بھی بے اور مدینہ کے دور میں بھی شمار تکالیف پہنچی تھیں کہ انہی کانٹوں بھرے راستے پر چلتے رہو گے تو ایک دن مقام اور منزل پر پہنچو گے۔ آج اسی عہد وفا کا دن ہے۔ کارکن کو اس فکر انقلاب کو سمجھنے کا دن ہے۔ اس نظام کو بدلنے کے لئے دوبارہ سے کارکن بننے کا دن ہے۔ آج تجدید وفا کا دن ہے اپنے قائد کی قیادت کی خاطر اپنی وفا کو ظاہر کرنے کا دن ہے۔ کیا ہم عہد کرتے ہیں ہم کارکن بنیں گے؟ وہ قائد اور کچھ نہیں چاہتا صرف یہ کہ ہم کارکن بنیں اور اس تسلسل کو روکنا نہیں بڑھتے جانا ہے۔ منزل کے لئے دستک دیتے چلے جانا ہے اور منزل پر پہنچ کر دم لینا ہے۔

اب آپ کی نگاہ پھلوں پر نہیں ہونی چاہئے کہ کون لے گیا؟ ارے جو لے گا اس سے کل کو کوئی اور لے جائے گا۔ آج پھل ادھر چلا گیا کل اس کے پاس بھی نہیں رہے گا۔ اس سے آگے چلا جائے گا اور پھر اس کا بھی نہیں رہے گا۔ اس سے بھی آگے چلے جائے گا۔ آپ کے پاس اس لئے رہے گا کہ آپ کے پاس اصل ہے۔ وہ پھل چلا گیا مگر نئے بیج سے نیا پھل پھر اُگ جائے گا۔ پھر نئی بہار آئے گی، نئی کرنیں آئیں گی، نئی کونپلیں اگیں گی پھر وہ درخت شادابی کے ساتھ سائے دار بن جائیں گے۔ وہ انقلاب آئے گا جو مقدر ہے۔ وہ انقلاب قائد انقلاب مدظلہ کے ہاتھ سے اس قوم کا مقدر ہے۔ کارکنوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

کارکن کے لئے ایک مثال یہ دوں گا جب جہاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔ بڑے آب و تاب سے بڑی ایئر بس فضاء میں اڑتی ہے وہ پائلٹ اپنے ریڈار کے مطابق اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے، پرعزم ہے، پراستقلال ہے، جرأت سے معمور ہے اور چل رہا ہے۔ راستے میں آپ دیکھتے ہیں کبھی بادل آتے ہیں ہوا کا بہاؤ تیز ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات اتنی تیزی سے Air Turbulence آتی ہیں جس کے نتیجے

میں جہاز بھی متزلزل ہونے لگتا ہے۔ بڑے بڑے مسافر گھبرا جاتے ہیں۔ دلوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ ابھی جہاز الٹ کر گر گیا مگر پائلٹ کو پتہ ہے کہ ہوا چلتی ہے اور چلی جائے گی۔ میری منزل وہ ہے میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اب یہ جہاز سب کو لے کر چل رہا ہے۔ اس میں بزنس کلاس، فرسٹ کلاس، اکانومی کلاس اکانومی پلس کلاس ہے اور ہر طرح کے مسافر ہیں۔ اس میں نواب بھی ہیں، امیر بھی ہیں، غریب بھی ہیں کوئی فرسٹ کلاس افوڈ کرتا ہے جہاز نے اس کو بھی سنبھالا ہے کوئی بزنس کلاس افوڈ کرتا ہے جہاز نے اسے بھی سنبھالا ہے۔ کوئی بزنس پلس افوڈ کرتا ہے اسے بھی سنبھال رکھا ہے۔ کوئی اکانومی پلس افوڈ کرتا ہے اسے بھی سنبھال رکھا ہے۔ کوئی اکانومی افوڈ کرتا ہے اسے بھی سنبھال رکھا ہے۔ کسی کو بیٹھنے کا طریقہ آتا ہے وہ بھی اسی میں ہے اور کوئی پہلی دفعہ آیا ہے وہ بھی اسی میں ہے، کوئی چوکڑی مار کر بیٹھا ہے وہ بھی اسی میں ہے، کوئی تہذیب اور کوئی بدتہذیبی سے بیٹھا ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ کسی کا پہلا سفر ہے وہ بھی اسی میں ہے کسی کا 100 سفر ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ جس کو سفر کی خبر ہے وہ بھی اسی میں ہے جو کسی کو دیکھ کر آ گیا وہ بھی اسی میں ہے۔ جس نے خود ٹکٹ خریدی وہ بھی اسی میں ہے کوئی کسی کی ٹکٹ پر آ رہا ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ کوئی کسی کی دعوت پر جا رہا ہے وہ بھی اسی میں ہے، کوئی کسی کے لئے جا رہا ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ ہر طرح کے شخص کو اس جہاز نے اپنے اندر سنبھال رکھا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں جب Turbulence آئی تو کیا وہ ایسی تھی کہ بزنس کلاس والوں کو چھوڑ گئی اور اکانومی والوں میں آ گئی۔ جب Turbulence آئی تو اس Turbulence نے تمیز نہیں کی کہ میں بزنس کلاس کو ری ایکٹ کروں گی اور فرسٹ کلاس کو نہیں کروں گی یا ان غریب اکانومی والوں کو کروں گی۔ جہاز ایک ہے اب جب دروازے بند ہو گئے تو اب جو بھی ہوگا وہ بزنس والے کے لئے بھی وہی ہوگا اکانومی والے کے لئے بھی وہی ہوگا۔ پہلے مسافر کے لئے بھی وہی ہوگا اور آخری مسافر کے لئے بھی وہی ہوگا۔ مہذب شخص کے لئے وہی ہوگا غیر مہذب کے لئے بھی وہی ہوگا۔ جاننے اور پہچاننے والے کے لئے بھی وہی ہوگا اور نہ جاننے والے کے لئے بھی وہی ہوگا۔ کسی نسبت والے کے لئے بھی وہی ہوگا بغیر نسبت والے کے لئے بھی وہی ہوگا۔ گاؤں والے کے لئے وہی ہوگا شہر والے کے لئے بھی وہی ہوگا۔ کسی کی دعوت پر جانے والے کے لئے بھی وہی ہوگا اور عام شخص کے لئے بھی کہ اگر پہنچ گئے تو سب اکٹھے پہنچیں گے اگر نہیں پہنچے تو اکانومی کیا بزنس والے بھی نہیں پہنچیں گے۔ اب سب کا مقدر بھی ایک ہے سب کی منزل بھی ایک ہے۔ سب کا سفر بھی ایک ہے سب کا کنبہ بھی ایک ہے سب کی پالکی بھی ایک ہے سب کا منہاج بھی ایک ہے۔ کوئی فرنچ بولتا تھا، کوئی انگلش بولتا تھا، کوئی یونانی بولتا تھا، کوئی ایرانی بولتا تھا، کوئی افغانی بولتا تھا، کوئی اردو بولتا تھا کوئی بلوچی بولتا تھا، کوئی پشتو بولتا تھا یا پنجابی۔ اب زبانیں کام نہیں آئیں گی۔ جب ڈوبیں گے اکٹھے ڈوبیں گے۔ تر جائیں گے تو اکٹھے تر جائیں گے۔ اب مزے

کی بات یہ ہے کہ بیٹھنے والے ساڑھے تین سو چار سو ہیں مگر ان کو لے کر چلنے والا قائد ایک ہے۔ اب وہاں مجبوری ہے سب کی کیونکہ آپ کو ایمان اس پائلٹ پر لانا ہے۔ اب قیادت اس کے ہاتھ میں ہے جس کو پائلٹ بنایا ہے اب وہ چلا جارہا ہے اتنے بڑے جہاز کو لے کر چلا جارہا ہے۔ اب آپ دعائیں کرتے ہیں بھلا ہو اس پائلٹ کا اللہ اس کو سلامت رکھے کیونکہ یہ ہمیں لے جارہا ہے۔ ہر زبان والا یہی دعا کرتا ہے کیونکہ سب کو اللہ یاد آجاتا ہے۔ اب جہاز میں بیٹھ گئے اور دروازے بند ہوگئے۔ اب ایمان بھی ایک ہے۔ منزل بھی ایک ہے۔ اعتقاد بھی ایک ہے۔ منہاج بھی ایک ہے۔ منشور بھی ایک ہے۔ فکر بھی ایک ہے۔ قائد بھی ایک ہے اب پتہ ہے Turbulence آرہی ہے لہذا غریب سے بھی بنا کر رکھنی پڑے گی کیونکہ امیر تمہیں نہیں بچائے گا وہ غریب ہی بچائے گا کیونکہ امیر تو فرسٹ کلاس میں بیلٹ لگا کر بیٹھا ہے۔ غریب آجارہا ہے۔ اب تمہیں غریب کارکن کو ساتھ رکھنا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں اس کے پاس کیسے جاؤں؟ اس کے پاس سے Smell آتی ہے۔ نہیں Smell آئے یا نہ آئے مرو گے تو اکٹھے مرو گے وہاں Smell کام نہیں آئے گی۔ اب خوشبو ہو یا بدبو، منزل ایک ہے کیونکہ جو فرسٹ کلاس میں بیٹھے ہیں انہوں نے پیچھے سے آکر تمہیں نہیں بچانا۔ اس غریب کارکن نے ہی تمہیں تھامنا ہے۔ لہذا پھر اسے ایسے دیکھو جیسے وہ ایک پائلٹ سب کو ایک بنا کر لے کر چل رہا ہے کہ Turbulence آجائے تو کسی کو وہ لے جائے یا کسی کو چھوڑ دے۔ ایسا نہیں ہوگا بلکہ جب جہاز پہنچے گا تو سب ہی پہنچیں گے کیونکہ قائد کی نگاہ میں اکانومی سے لے کر فرسٹ کلاس تک سب ایک ہیں کیونکہ پائلٹ سب کی حفاظت کررہا ہے وہ دس پندرہ یا چند لوگوں کی حفاظت نہیں کررہا بلکہ وہ ساڑھے تین سو چار سو کی حفاظت کررہا ہے۔ قائد کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ اس کی نگاہ میں اکانومی سے فرسٹ کلاس سب ایک ہوتے ہیں۔ وہ قائد ہے وہ سب کو ایک سمجھ کر لے کر چل رہا ہے۔ بچاتا ہے تو سب کو بچاتا ہے ڈبوتا ہے تو اپنے سمیت سب کو ڈبوتا ہے۔ اب تم اس قائد کی سیٹ پر بیٹھ کر دیکھو جب وہ کھلی فضا میں منظر دیکھ رہا ہو۔ اس کو عربی میں سید کہتے ہیں یعنی سردار **مقاییس اللغہ** میں ابن فارس سے پوچھا گیا سید کسے کہتے ہیں وہ کہتے ہیں سید اس شخص کو کہتے ہیں جس کی طرف سب کی نگاہیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی ہوں اور اس کے علاوہ نگاہ کسی اور کو نہ دیکھے اس کو سید کہتے ہیں اور پھر جب لوگ مصائب میں پھنس جائیں اور دھنس جائیں پھر قوم جس کو اپنا مسیحا بنالے اس کو سید کہتے ہیں۔ آج قوم کے سید اور سردار بھی ہمارے قائد ہیں۔ اس جہاز کے پائلٹ بھی وہی ہیں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں ان کارکنوں کو قائد کی نگاہ سے دیکھنا شروع کرو۔ فرسٹ اور بزنس کلاس والے جب وقت آیا خود تو بھاگ جائیں گے تمہاری خبر نہیں لیں گے اصل بچانے والی اکانومی کلاس ہے۔ جن سے بنا کر رکھو گے تو جان دینے والے وہی ہوں گے جیسے 17 جون کو جان دینے والی وہی اکانومی کلاس تھی۔ میں پوچھتا ہوں بزنس اور فرسٹ کلاس کہاں تھی؟ کیونکہ جان دینے والے وہی

کارکن ہوتے ہیں لہذا ان سے محبت کریں گے وہ محبت کریں گے۔ ان کی فکر کریں گے وہ فکر کریں گے۔ ان کا آسرا بنیں گے وہ آپ کا آسرا بنیں گے۔ ان کے لئے سوچیں گےگے تو وہ آپ کے لئے جان دینے والے بنیں گے۔

آپ ہسٹری اٹھالیں سردار جان نہیں دیتے بلکہ جو کسی کو اپنے سروں کا سردار بنالیں جان وہی دیتے ہیں۔ آپ کا قائد تو وہ ہے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر چلے۔ کیونکہ وہ کن والے بعد میں بنے پہلے وہ کار والے تھے۔ قائد وہ ہوتا ہے جو پہلے خود کار (کرنے) والا ہوتا ہے پھر خدا اسے کن کراتا ہے لہذا قائد پہلے کارکن ہوتا ہے اور کارکن بننا سیکھتا ہے پھر کن کے مقام پر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اصل پائلٹ اور قیادت کرنے والا اور رہبر و رہنما وہ شخص ہے جو کبھی خود بھی اکانومی میں بیٹھا ہو پھر اکانومی پلس میں بھی بیٹھا ہو، پھر بزنس میں بھی بیٹھا ہو، فرسٹ میں بھی بیٹھا ہو۔ اس کو پھر جہاں بھی بیٹھادیں اس کے لئے برابر ہے۔ اس کو فلسفۂ حقیقت انسان کہتے ہیں کیونکہ اس کو پتہ ہے اکانومی اور فرسٹ کلاس کوئی آڑے نہیں آتی کوئی فرق نہیں کیونکہ وقت مقررہ پر اکانومی والے نے بھی اترنا ہے فرسٹ والے نے بھی اترنا ہے۔ وقت تو وہی ہے بس صرف اندر کے نخرے ہیں وہ نکال دیں تو سفر وہی ہے۔ بس سیٹ میں فرق ہے وہ Comfortable ہے وہ دوسری نہیں ہے۔ جس قائد نے خود سائیکل پر سفر کیا ہو اس کے لئے پجارو اور لینڈ کروزر اور سوزوکی میں کوئی فرق نہیں۔ لیڈر وہی ہے جس نے صفیں خود سیدھی کی ہوں، جس کی جیبیں بھی کٹی ہوں، جو بسوں کی چھت پر خود بیٹھا ہو۔ جس کی چھت پر بیٹھے ہوئے کتابیں بھی گری ہوں، جس نے نوکری خود کی ہو، پھر اسے لات بھی خود ماری ہو، خود کسی کے آگے بکا ہو نہ دبا ہو، جس نے ہر مرحلہ میں اپنے ہاتھوں سے کام کیا ہو، جس نے خود کتابیں لکھی ہوں، جس نے خود اپنے خطابات تیار کئے ہوں، جس نے اپنے ہاتھ سے منہاج القرآن بنایا ہو۔ اسے اس کی فکر رہتی ہے جس نے خود ایک ایک کارکن جمع کیا اور تنکا تنکا کر کے یہ آشیانہ بنایا ہو۔ اس پر رہنے والوں کی بھی فکر ہوتی ہے اسے اگلی نسلوں کی بھی فکر ہوتی ہے۔ اب آپ کے لئے خود شیخ الاسلام کا سبق یہ ہے آپ کا کار یہ ہے کہ کارکن پیدا کرتے چلے جائیں اور کارکن سازی پر توجہ مرکوز رکھیں اور اسے منقطع نہ ہونے دیں۔ کارکن پیدا کرتے چلے جائیں اور انہیں متحرک کرتے چلے جائیں۔ قائد کا کام یہ ہے کہ جو منزل انہوں نے دکھائی اس منزل تک آپ کو لے کر چلتے رہیں ے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں آپ کا کام اگر جاری رہے تو ان شاء اللہ وہ منزل دور نہیں اور وہ انقلاب دور نہیں۔ وہ دن ضرور آئے گا جب آپ کی کی گئی مساعی اور جدوجہد رنگ لائے گی اور پھل لائے گی اور ثمرات نظر آئیں گے اور مصطفوی انقلاب کا سورج جلد طلوع ہوگا۔ ہم ان شاء اللہ منزل مقصود تک آپ پہنچیں گے۔ ہر کارکن اپنے ہاتھوں سے کی ہوئی محنت کے ثمرات اور نتیجہ اپنے قائد کی قیادت میں خود دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمت دے اور ہمارے قائد حضور شیخ الاسلام کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔ آمین

سفرِ معراج کے عجائبات

نازیہ عبدالستار

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ o (الاسراء،۱۷:۱)

’’وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے‘‘۔

سب سے پہلے اس آیت کریمہ کی لفظی تشریح درج ذیل بیان کی گئی ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ کا مطلب ہے پاک ہے وہ ذات۔

واقعہ معراج کو اللہ رب العزت نے اپنی پاکی سے شروع کیا۔ مطلب یہ ہے اللہ رب العزت کی ذات اس کمزوری سے پاک ہے کہ وہ اپنے محبوب کو رات کے تھوڑے سے حصے میں ان بلندیوں پر نہ لے جاسکے۔

اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ ’’جو لے گیا اپنے خاص بندے کو‘‘، یہاں اللہ تعالیٰ نے اسریٰ فرمایا ہے کیونکہ اس لفظ سے تفریح اور مسرت و خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ عبدہ پر جو لفظ ’’ب‘‘ ہے یہ مصاحبت کے لئے ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ سیر کروانے والا سیر کرنے والے کے ساتھ تھا۔ یہ معیت اور سنگت بے کیف تھی جو سمجھ سے بالاتر ہے۔ عبد مضاف ہے ’’ہ‘‘ کی طرف ’’ہ‘‘ کی ضمیر متصل ہے گویا عبد اپنے معبود کی طرف اور معبود اپنے عبد کی طرف مائل تھا اور عبد سے مراد حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔

بعض لوگ عوام الناس میں غلط شبہ پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عبد اور نور ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ شبہ سراسر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتے نوری ہیں جبکہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

بل عبادمکرمون. ''بلکہ وہ عزت والے عبد ہیں''۔

غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو کہ بلاشبہ نوری ہیں عبد فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ نور اور عبد ایک دوسرے کی ضد نہیں۔ عبد عبادت کرنے والے کو کہتے ہیں اور عبادت میں نوری، ناری، خاکی، حیوانات و جمادات سب شامل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ. (التغابن، ۶۴: ۱)

''ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے''۔

لَيْلًا. ''رات'' حالانکہ یہ سیر اپنی خاص نشانیاں دکھانے کے لئے تھی اور دیکھنا اچھی طرح دن کو ہوتا ہے تو پھر رات کو کیوں کرائی اور پھر رات بھی ستائیس کی منتخب فرمائی جس میں چاند نظر ہی نہیں آتا۔ مطلب یہ ہے کہ سورج کی روشنی میں بلایا اور نہ ہی چاند کی روشنی میں بلایا جس سے بتانا مقصود تھا کہ حضور ﷺ چاند اور سورج کی روشنی کے محتاج نہیں بلکہ تمام کائنات آپ ﷺ کی محتاج ہے اور چاند اور سورج تو آپ ہی سے منور ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

يَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَاسَيِّدَ الْبَشَرْ — مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَالْقَمَرْ

لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى. ''مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک''۔

بعض احادیث میں آتا ہے کہ معراج کی ابتداء حطیم کعبہ سے ہوئی اور بعض احادیث میں ہے کہ آپ اپنی چچا زاد ہمشیرہ ام ہانیؓ کے گھر آرام فرما تھے اور وہاں سے حطیم کعبہ میں تشریف لائے اور حطیم مسجد حرام کے اندر ہے گویا معراج کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی۔ پھر مسجد اقصیٰ تک پھر مسجد اقصیٰ سے ملاء اعلیٰ تک سفر کیا۔ قرآن مجید میں سورۃ النجم میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اقصیٰ کا مطلب ہے ''دور'' چونکہ وہ مسجد مکہ سے دور تھی اس لئے اس کو مسجد اقصیٰ کہا جاتا ہے۔

الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ وہ مسجد جس کے اردگرد ہم نے برکت عطا فرمائی یہ مسجد تمام انبیاء اسلام کا مرکز رہی ہے کہ اس کے آس پاس کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی برکت عطا فرمائی۔ حسی برکت جس میں باغات، سبزہ زار آبادیاں، چشمے، فصلیں، حدنگاہ تک لہلہاتے ہوئے کھیت ہی کھیت دکھائی دیتے ہیں اور روحانی برکتیں یوں کہ وہاں بے پناہ انبیاء کرام کے مزارات و آثار ہیں۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. بے شک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات مراد ہے۔ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہوسکتی ہے مگر اس ضمیر سے حضور ﷺ کی ذات مراد لینا زیادہ صحیح ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ سمیع اور بصیر بھی ہیں۔

واقعہ معراج

ہجرت سے تقریباً پانچ سال قبل رجب شریف کی ستائیسویں رات کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی چچا زاد ہمشیرہ حضرت ام ہانیؓ کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام پچاس ہزار فرشتوں کی جماعت اور جنتی براق لئے حاضر ہوتے ہیں۔ حضور محوِ استراحت ہیں۔ جبریل ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اگر آواز دے کر جگایا تو یہ بے ادبی ہے۔

یَا جِبْرِیْلُ قَبِّلْ قَدَمَیْه. اے جبرئیل! میرے محبوب کے دونوں پاؤں چوم لے۔

حضرت جبریل امین نے اپنی کافوری آنکھیں اور ہونٹ حضور ﷺ کے مبارک قدموں پر رکھ دیئے۔

سید دو عالم ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ !۔

ان اللّٰه اشْتَاقَ اِلیٰ لِقَائِکَ یارسول اللّٰه. اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ جس کے پاؤں کو بوسے دینے والا جبریل امین ہو جو تمام فرشتوں کا سردار ہے اور مشتاق ملاقات تمام کائنات کا خالق و مالک ہو اس کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

براق پر سواری

حضور بیدار ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے براق کی سواری پیش کی۔ یہ براق حضور ﷺ کے عشق میں رو رہا تھا۔ جبریل نے ستر ہزار براق دیکھے۔ ہر براق کی آرزو تھی کہ حضور ﷺ کی سواری کے لئے اسے منتخب کیا جائے۔ اسی اثناء میں حضرت جبریل کی نظر ایسے براق پر پڑی جو رو رہا تھا۔ جبریلؑ نے کہا تم کیوں رو رہے ہو۔ آج کی رات تو کائنات ارضی و سماوی کا ذرہ ذرہ جھوم رہا ہے۔ براق نے جواب دیا میری منزل بھی وہی ہے جس کے باقی طالب ہیں۔ منزل ایک ہے لیکن راستے دو ہیں۔ کوئی ہنس کر محبوب کو منالیتا ہے اور کوئی روکر۔ میں اپنی منزل کو پانے کے لئے رو رہا ہوں شاید میرا رونا ہی قبول ہوجائے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس براق کو خوشخبری دی کہ تمہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی سواری کے لئے منتخب فرمالیا ہے اور تمہارا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت میں رونا اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا ہے۔

امت کی یاد

حضور نبی اکرم ﷺ نے براق پر سوار ہونے سے پہلے رک گئے اور جبریل علیہ السلام نے توقف ہونے کا سبب دریافت کیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ میں سوچ رہا ہوں کہ مجھ پر اتنی عنایات ہیں۔ ملائکہ میری خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ براق میری سواری ہے تو حشر کے دن میری امت کا کیا حال ہوگا؟ پل صراط جو پچاس ہزار سال کی راہ ہے اور جو بال سے زیادہ باریک اورتلوار سے زیادہ تیز ہے اور ہر ایک کو اس سے گزرنا ہے۔ میری امت اس سفر کو کیسے طے کرے گی اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی۔ اے محبوب! آپ امت کی ہرگز فکر نہ کریں۔ آپ کی امت کو پل صراط سے یوں گزاریں گے کہ انہیں معلوم تک نہیں ہوگا۔ اعلیٰ حضرتؒ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کچھ یوں گویا ہیں:

ے پل سے گزار دو راہ گزر کو خبر نہ ہو جبریل پر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

اس بشارت کے بعد حضور ﷺ براق پر سوار ہوئے۔ براق کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ جہاں تک نگاہ جاتی تھی وہاں براق کا قدم پڑتا تھا۔ ہماری نگاہ کا یہ عالم ہے کہ یونہی اوپر اٹھائی آن کی آن میں سورج، چاند اور ستاروں پر جا پہنچی ہے جو کہ کروڑوں میل دور ہیں جبکہ ہم خاکی ہیں اور ہماری آنکھوں میں تھوڑا سا نور ہے اور وہ تو سراسر نور ہیں تو ان کی نگاہ کا کیا عالم ہوگا۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا میزائل تھا جو سارا سفر آن کی آن میں طے کر گیا۔ آج روس اور امریکہ کے بنائے ہوئے راکٹ اور میزائل ہزاروں میلوں کا سفر منٹوں میں طے کر رہے ہیں تو اللہ کا بھیجا ہوا سیارہ یہ سفر اس سے بھی زیادہ جلدی طے کرے تو کیا یہ بعید ہے۔

جلوس کی روانگی

حضور ﷺ کی سواری نہایت شان وشوکت سے ملائکہ کے جلوس میں مسجد حرام سے نکلی۔ اس کا کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

ے باغ عالم میں باد بہاری چلی سرور انبیاء کی سواری چلی

آسمان کے دریچے کھول دیئے گئے تاکہ ملاء اعلیٰ حضور ﷺ سے جلوس کے دیدار سے مشرف ہوسکے۔

مدینہ منورہ

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ص۳۹ جلد۶ میں ہے کہ ابتدائے سفر میں چند لمحوں ایک وادی آئی جس میں کھجور کے باغات تھے۔ جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہاں اتر کر دو رکعت نفل ادا کریں یہ آپ کی ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہے۔

انبیاء کی امامت

دیکھتے ہی دیکھتے بیت المقدس آ گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور رسول صفیں باندھ کر کھڑے تھے اور مصلیٰ خالی تھا۔ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مصلے پر جلوہ افروز ہوئے۔ جبریل امین علیہ السلام نے مقام ضحرہ پر اذان پڑھی۔ سبحان اللہ۔ جس کا موذن فرشتوں کا سردار ہو اور امام تمام رسولوں کا سردار ہو اور مقتدی حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہوں اس نماز کی شان کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے انبیاء علیہ السلام کی امامت کیوں فرمائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور سب مخلوق سے پہلے پیدا فرمائے گئے اور تمام انبیاء سے آخر میں تشریف لائے۔ یہاں ذہن میں یہ بات آسکتی تھی کہ آخر میں آنے والا شاید مرتبے میں بھی آخر میں ہو۔ اس لئے مسجد اقصیٰ میں حضور ﷺ تمام انبیاء کے آگے موجود تھے تاکہ کائنات دیکھ سکے کہ پیچھے آنے والا آگے ہے اور آگے آنے والا پیچھے موجود ہے تاکہ یہ ثابت ہوسکے کہ آپ ﷺ اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:

؎ نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

عروج

مسجد اقصیٰ سے فراغت کے بعد بلندی کا سفر شروع ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **ثم عرج بی**

یہ سماں بھی بڑا عجیب تھا۔ ملائکہ کے ساتھ تمام انبیاء بھی صلوۃ وسلام میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ اس شان کے ساتھ بلندی کی طرف محوِ پرواز ہوئے کہ پلک جھپکتے ہی آسمان اول پر پہنچ گئے۔ جبریلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام نے معراج کی مبارکباد دی۔ تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام نے خوش آمدید کہا۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جن سے مبارکبادیاں وصول کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔

یہاں پر پہنچ کر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: اگر میں ایک بال بھی آگے بڑھ جاؤں تو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات میرے پروں کو جلا کر رکھ دیں گے۔ یہ میرا مقام انتہاء ہے۔ میں اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی پیغام ہے تو دے دیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچادوں۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا حضور مجھے اس کی منظوری دلا دیجئے کہ جب آپ کی امت پل صراط سے گزرنے والی ہو تو میں اپنے پروں کو بچھادوں تو آپ کی امت ان کے اوپر سے گزر جائے۔ پل صراط کا منظر بھی عجیب ہوگا۔ سید عالم ﷺ دعا فرما رہے ہوں گے۔

رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ رَبَّ سَلِّمْ اَمَّتِیْ. یا اللہ! میری امت کو سلامتی سے گزار دے۔

معارج النبوۃ ص۱۵۲ میں ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا اور بہت سارے حجاب طے کئے یہاں تک کہ ستر ہزار حجابوں سے گزرا۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی اور دونوں حجابوں کا فاصلہ پانچ سو برس کا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا براق یہاں پہنچ کر رک گیا۔ اس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کی روشنی کو ماند کر رہی تھی۔ مواہب اللدنیہ ص۳۴ میں ہے کہ حضور ﷺ عرش کے قریب پہنچے تو عرش نے آپ کے دامن کو تھام لیا۔

سلسلہ حجابات

آگے حجابات ہی حجابات تھے تمام پردے اٹھا دیئے گئے آخر ایک مقام پر جس کے بارے میں سورہ النجم میں آیا ہے:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی. فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی. (النجم،۵۳: ۸. ۹)

اُدْنُ مِنِّیْ

سفر شروع رہا ایک محبت بھری صدا آ رہی تھی۔ ادن منی میرے قریب آیئے۔ مقام دنیٰ سے گزرے تو مقام فتدلی پر پہنچے۔ وہاں سے گزرے تو قاب قوسین تک پہنچے پھر او ادنیٰ۔ ادنیٰ اسم تفصیل ہے یعنی قربت میں بہت زیادتی مشکوۃ شریف ص۶۸ میں ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ رایت ربی فی احسن صورۃ فوضع کفہ بین کیفی فوجدت بردھابین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا پھر اس نے میرے دونوں کاندھوں کے درمیان اپنا ید قدرت رکھا اس سے میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک پائی اور زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان لیا۔

علامہ اسماعیل حقیؒ تفسیر روح البیان ص۵۴ میں فرماتے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کریم کریم کو اپنے گھر بلائے اور دوست دوست کی ضیافت کرے مگر خود اس سے چھپ جائے اور چہرہ نہ دکھائے۔

امت کے لئے تحفہ

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کے لئے بھی معراج کا تحفہ عطا فرمایا وہ معراج کا تحفہ ہے نماز جس کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا: **الصلوۃ معراج المومنین**۔ ''نماز مومن کے لئے معراج ہے''۔ پہلے پچاس نمازیں عطا کی گئیں تو راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے فرمایا آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ اسی طرح حضور ﷺ بار بار اللہ رب العزت کے پاس گئے اور نمازیں کم کرواتے رہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا میرے محبوب یہ خیال نہ کرنا کہ نمازیں کم کی ہیں تو ثواب بھی کم کردیا جو پانچ نمازیں پڑھے گا اس کو پچاس کا ثواب ملے گا۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نمازیں پانچ ہی رہ جاتی ہیں تو پچاس کیوں عطا فرمائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ رب العزت یہ چاہتے تھے کہ میرے حبیب کو بار بار معراج ہو اور موسیٰ (علیہ السلام) کا کام بھی ہوتا رہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) وہ آنکھیں ہی دیکھتے رہیں جو محبوب حقیقی کا دیدار کررہی ہیں۔

امت کیلئے سلامتی

تین باتیں حضور ﷺ نے عرض کیں ''**التحیات للہ والصلوات والطیبات**''، ''تین باتیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں''۔ ''**السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ**''۔ حضور ﷺ نے اس سلام، رحمت اور برکت میں اپنی امت کو شامل کرتے ہوئے ''**السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین**''۔

واپسی

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی ص۱۲ ج۴ اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان ص۴۰۴ ج ۲ میں فرماتے ہیں: جب سید عالم ﷺ معراج سے واپس آئے تو زنجیر بھی ہل رہی تھی بستر بھی گرم تھا اور وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ سورہ النجم میں ہے:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی. مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی. (النجم، ۵۳: ۱ تا ۳)

''اس چمکتے پیارے تارے محمد ﷺ کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے''۔

تصدیق

آپ ﷺ نے اس واقعہ کا ذکر سب سے پہلے ام ہانی سے کیا تو انہوں نے کہا اس کا ذکر لوگوں سے

نہ کرنا وہ انکار کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں حق بات ضرور کروں گا۔ ابوجہل نے یہ واقعہ سنا تو اس کی تصدیق کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچے اور کہا تو نے یہ سنا ہے محمد ﷺ یہ کہتے ہیں کیا یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ اتنی جلدی بیت المقدس اور آسمان کا سفر کرلیا جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا تسلیم تو نہیں کی جاسکتی لیکن اگر میرے آقاؐ نے فرمایا ہے تو ضرور سچ فرمایا ہے کیونکہ ان کی زبان پر جھوٹ نہیں آسکتا۔

ابوجہل نے کفار کو بلایا۔ جب تمام قبائل جمع ہوگئے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے سارا واقعہ سنایا۔ انہوں نے تالیاں بجائیں اور تمسخر اڑایا۔ ایک کافر نے کہا ہمیں معلوم ہے کہ آپ آج تک بیت المقدس نہیں گئے بتایئے اس کے ستون اور دروازے کتنے ہیں؟ فوراً حضرت جبریل امین علیہ السلام نے بیت المقدس حضور ﷺ کے سامنے کردیا اور حضور ﷺ نے ستون، دروازے سب بتادیئے۔ کفار نے کہا ہوسکتا ہے کسی سے سن کر بتادیئے ہوں کوئی ایسی بات بتائیں جو نئی ہو۔ ایک کافر نے کہا ہمارے تجارتی قافلے آنے والے ہیں کیا آپ نے انہیں راستے میں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ان قافلوں کا ذکر سیرت حلبیہ ص۶۲۱ ج۱ میں ہے۔

پہلا قافلہ مقام روحا میں دیکھا ہے یہ قافلہ بدھ کے روز سورج غروب ہونے تک یہاں پہنچ جائے گا۔ میں نے دیکھا ان کا ایک اونٹ گم ہوگیا ہے وہ تلاش کررہے ہیں۔ وہ سخت پریشان تھے میں نے انہیں آواز دی کہ فلاں جگہ پر ہے۔ وہ حیران ہوئے کہ یہاں محمد (ﷺ) کی آواز کیسے؟

دوسرا قافلہ مقام ذی فجا پر تھا یہ قافلہ بدھ کے روز دوپہر تک پہنچ جائے گا۔ ان کے دو آدمی اونٹ پر سوار تھے جب ان کے پاس سے میرا براق گزرا تو اونٹ ڈر گیا اور دونوں سواروں کو نیچے گرادیا۔ جس کی وجہ سے ایک کی ٹانگ ٹوٹ گئی تیسرا قافلہ مقام تنعیم پر دیکھا اس قافلے کے آگے آگے دھاری دار اونٹ چل رہا تھا۔ ایک شتر سوار کو سردی لگ رہی تھی۔ وہ اپنے غلام سے کمبل مانگ رہا تھا۔ یہ قافلہ قریب آگیا ہے۔ صبح طلوع ہونے تک ہی یہاں پہنچ جائے گا۔

چنانچہ جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا بعینہ اسی طرح ہوا اور قافلوں کی آمد میں زرہ برابر بھی فرق نہ آیا پھر کفار نے قافلے والوں سے وہ نشانات دریافت کئے جو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمائے تھے اور انہوں نے اس کی تصدیق کی جس کی وجہ سے بہت سے کفار نے اسلام قبول کیا۔

قیام امن کیلئے شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی کاوشیں

فضہ حسین محی الدین قادری

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام قائد ڈے کی تقریب ’’سفیر امن سیمینار‘‘ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی بہو محترمہ فضہ حسین محی الدین قادری نے خصوصی خطاب فرمایا جو موجودہ حالات کے تناظر میں اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے ادارہ دختران اسلام کی طرف سے قارئین کے استفادہ کیلئے مکمل شائع کیا جارہا ہے۔ (منجانب: ادارہ دختران اسلام)

اعوذباللّٰہ من الشیطن الرجیمo بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ. (یونس:۵۸)

’’فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں‘‘۔

اللہ رب العزت کا بے پایاں لطف و کرم اور احسان عظیم ہے اور تاجدار کائنات کے نعلین پاک کے تصدق سے اور شیخ الاسلام کی توجہات کے طفیل، آج ہم ایک عظیم شخصیت کی ولادت کی مناسبت سے انعقاد پذیر تقریب میں شریک ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کا یہاں جمع ہونا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

حاضرین گرامی! جہاں اجتماعیت ایک مسلمہ حقیقت ہے وہاں انفرادیت بھی ایک واضح حقیقت ہے۔ اللہ رب العزت کبھی معاشروں کی اور قوموں کی اجتماعیت میں اپنی عظمت کے رنگ دکھاتا ہے تو کبھی شخصیات کی انفرادیت کے ذریعہ اپنی عظمت زمانے پر آشکار کرتا ہے۔ کبھی قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo

''بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِّ (مکرمّ ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔ (الاحزاب: ۵۶)

کبھی اس آیت کے ذریعے انسانیت کو عظمت اجتماعیت کی طرف متوجہ کرتا ہے تو کہیں 'قل ھواللہ احد' فرما کر حقیقت انفرادیت کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتا ہے۔ تو بات سمجھ آئی کہ معاشروں کی ترقی میں جہاں اجتماعیت اپنا کردار ادا کرتی ہے وہاں انفرادیت رکھنے والی شخصیات کا ہونا بھی اشد ضرورت ہے۔

یہ حسن انفرادیت ہی تو ہے جو کبھی کسی زمانے کو دوسرے زمانوں سے افضل بنا دیتا ہے۔ کبھی ایام کو دیگر ایام سے منفرد کر دیتا ہے، کبھی پتھروں کو دوسرے پتھروں سے جدا بنا دیتا ہے، کبھی انسانوں کو دوسرے انسانوں سے منفرد کر دیتا ہے اور کبھی انسانوں کو بھی اللہ رب العزت کی دیگر مخلوقات سے منفرد بنا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ہر زمانہ، دن رات کے بدلنے اور ساعتوں کے چلنے کے اعتبار سے تو ایک ہے مگر آقاؐ نے فرمایا:

''کہ میرے بعد سب سے بہتر زمانہ میرے صحابہؓ کا ہوگا پھر اس کے بعد سب سے بہتر زمانہ ان کا ہوگا کہ جنہوں نے میرے صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔ پھر ان کے بعد سب سے بہتر زمانہ ان کا ہوگا کہ جنہوں نے میرے صحابہؓ سے ملنے والوں سے ملاقات کی''۔

اسی طرح، دیکھنے میں تو ہر رات ایک سی ہے مگر پھر شب میلاد کو، شب برأت کو، شب معراج کو یا شب قدر کو باقی راتوں میں منفرد اور محترم کر دیا۔ اسی طرح سب پتھر اپنی جنس میں تو ایک ہیں مگر باقی پتھروں کو کہا کہ توڑ دو اور حجر اسود کو کہا کہ چوم لو! اسی طرح تمام رسول منصب رسالت میں ایک ہیں مگر حضرت موسیٰؑ نے جب دیدار کا مطالبہ کیا تو فرمایا: لن ترانی! اور جب حضور اکرم ﷺ کی باری آئی تو خود معراج کی شب عرش پر بلا کر دیدار کرا دیا۔ اسی طرح دونوں عمر تو قریش سے تھے۔ ایک کو عظمت کا مینار بنا دیا تو دوسرے کو ابوجہل کہہ کر عبرت کا نشان بنا دیا۔ غرض بات کیا سمجھ آئی کہ انفرادیت کی حقیقت اللہ رب العزت نے ہر ہر شے میں عیاں فرمائی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دن ہوں، اشیاء ہوں یا انسان ہوں، اپنی جنس میں تو وہ ایک ہوتے ہیں پھر وہ کیا شے ہے جو کسی کو باقیوں میں منفرد اور ممتاز کر دیتی ہے؟ اگر انفرادیت کی وجہ سے کسی ذات میں ہوتی تو پھر تو سب ہی کو ممتاز اور منفرد ہونا چاہئے تھا؟ لیکن ایسا نہیں ہوتا تو سمجھ کیا آئی کہ کسی کا منفرد ہونے کا باعث اس کی ذات نہیں ہے بلکہ نسبت ہے جو کسی کو دوسروں پر فضیلت دے دیتی ہے اور باقیوں پر ممتاز و محترم کر دیتی ہے۔ جیسا کہ زمانوں میں سے جن زمانوں کو حضور نبی اکرم ﷺ یا ان کے صحابہ کرامؓ سے نسبت ہوگئی۔ یا اہل

بیت پاکؑ سے نسبت ہوگئی۔ وہ باقیوں میں ممتاز اور منفرد ہوگئے۔ جس گھر کو خدا سے نسبت ہوگئی وہ باقی گھروں میں منفرد ہوگیا۔ جس پتھر کو خدا کے گھر سے نسبت ہوگئی وہ باقی پتھروں میں منفرد ہوگیا۔ اسی طرح جس شہر کو حضور نبی اکرم ﷺ سے نسبت ہوگئی وہ باقی شہروں سے منفرد ہوگیا اور ہر ہر دور میں جس جس شخص کو تاجدار کائنات ﷺ سے نسبت ہوگئی اور ان کی نسبت سے پہچانا جانے لگا تو وہ اپنے زمانے کے باقی کروڑوں افراد سے منفرد ہوگیا۔ اسی طرح اس دور میں حضور شیخ الاسلام کی پہچان، نسبت رسول ﷺ، محبت رسول ﷺ، اتباع رسول ﷺ، اور آقا کی تعلیماتِ امن اور حضور نبی اکرم ﷺ کی امت کی غمگساری اور فلاح بنی تو وہ اس زمانے میں سب سے منفرد وممتاز ستارہ بن کر چمک رہے ہیں۔

حاضرین گرامی! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نسبت والے تو بہت لوگ ہوتے ہیں مگر منفرد اور ممتاز کوئی کوئی ہوتا ہے تو وہ منفرد کوئی کوئی کیوں ہوتا ہے؟ طریقہ تو یہ ہونا چاہئے کہ جس کو نسبت ملی وہ ہر شخص ہی برابر منفرد اور ممتاز ہوجائے مگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر وہ کیا شے ہے جو کسی کسی کو نسبت رکھنے والوں میں منفرد و ممتاز کرتی ہے؟ وہ شے نسبت کی تاثیر اور اثر ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ ہر مہندی رکھنے والا شخص ہاتھوں پر اس سے بکھرنے والی زینت سے مستفید نہیں ہوتا۔ زینت سے فائدہ وہی اٹھاتا ہے جو اس کا استعمال ہاتھوں پر کرتا ہو پھر لگانے والے کے فن پر بھی ہے کہ کون اس کا استعمال کیسے کرتا ہے؟ اسی طرح نسبت تو فرشتے بھی رکھتے ہیں مگر اشرف المخلوقات انسان ہے۔

بات سمجھ یہ آئی کہ فقط نسبت رکھنا کافی نہیں ہے۔ اس کا رنگ چڑھ جانا اور اس کا اثر زمانے کو نظر آنا ضروری ہے۔ یہ تب ممکن ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زندگی اسی انداز میں بسر کرے جیسی وہ بسر کرتا ہے کہ جس سے اس کو نسبت ہے۔ بہت سے لوگ ایسے نظر آتے ہیں کہ جن کے قول اور کلام میں نسبت کی بات ملتی ہے مگر ان کی زندگی اور ان کا عمل بے اثر اور بے ثمر نظر آتا ہے۔ یوں تو ہر شخص دعویدار ہے کہ اسے نبی امن و رحمت سے نسبت ہے مگر وہی شخص اپنے کلام اور عمل کے ذریعے معاشرے میں بدامنی پھیلاتا نظر آتا ہے۔ یوں تو ہر شخص دعویدار ہے کہ اسے نسبت ہے اس نبی ﷺ سے کہ جن سے اپنی امت کی پریشانی، غربت اور مظلومیت دیکھی نہیں جاتی مگر وہ دعویدار خود لوگوں کی نیندیں حرام کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جو مظلوم کو حق دلانے کے لئے کھڑا ہو وہ اس کے خلاف متحرک ہوجاتا ہے اور منافقت کرتا ہے۔

ایسی مایوسی کے دور میں پھر کیوں نہ شیخ الاسلام امید کا سورج بن کر افق عالم پر چمکیں؟ کہ جنہیں نسبت نبی امن سے ہوئی تو اس نسبت نے انہیں سفیر امن بنادیا۔ جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے

نسبت ہوئی تو اس نے انہیں مجدد رواں صدی بنادیا اور نسبت حضور نبی اکرم ﷺ کی امت سے ہوئی تو اس نے انہیں قائد انقلاب بنادیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ ان پر ان کی ہر نسبت نے اپنا اثر بکھیرا۔ آقا ﷺ کی علم دوستی کی شان یہ تھی کہ جب غزوات میں کفار مکہ قیدی ہوکر آتے تو آپ ﷺ ان سے اسی بات پر وعدہ فرمالیتے کہ ان میں سے اگر کوئی مدینہ منورہ کے دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھادے تو اسے آزاد کردیا جائے گا۔

اسی طرح آقا ﷺ کی احترام انسانیت اور امن پسندی کی تعلیمات کا عالم یہ تھا کہ دشمن ریاست کے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو مارنے کی اجازت نہ دیتے۔ ان کے درخت کاٹنے کی اجازت نہ دیتے اور آپ ﷺ کی اپنی مظلوم امت کی فکر مندی کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ اپنی امت کی خاطر شب معراج بھی اللہ رب العزت کی قربتیں چھوڑ کر زمین پر واپس تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک کا امت کی فکر مندی کا عالم یہ تھا کہ مظلوم عوام کے حقوق کی بحالی کی خاطر، پورا خانوادہ پاک شہید کروالیا۔

تاریخ اسلامی میں جب بھی ان نسبتوں نے کسی شخصیت پر اپنا اثر دکھایا تب وہ اثر سر چڑھ کے بولا۔ کبھی وہ اثر سیدنا عمر بن عبدالعزیز پر نمایاں ہوا تو وہ ظالم کے دور میں مظلوم امت کے لئے امید کی کرن بن گئے۔ کبھی وہ اثر سلاطین اسلام پر نمایاں ہوا تو وہ Modern Sciences کی بنیاد ڈالنے والے بن گئے اور ان میں ایک ایسے بادشاہ بھی ہوئے کہ جب انہوں نے جنگ کے نتیجے میں سلطنت روم کا ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا تو فقط روم میں پڑی ہزارہا Greek زبان کی کتابوں کے ذخیرے کے عوض حاصل کردہ وسیع رقبہ واپس کردیا۔ یہ بھی نسبت محمدی ﷺ کا اثر تھا کہ شیخ عبدالقادر الجزائری صلیبی جنگوں کے دور میں شہر دمشق میں جنگجو مسلمانوں کے خلاف Non-Combatant Christians اور یہودیوں کو اپنے گھر میں پناہ دیتے اور کسی مسلمان کو ان کو نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہوتی۔

حاضرین گرامی! پھر ایک ایسا دور آیا کہ جب اسلام کے پرامن تشخص کو پامال کیا گیا۔ کبھی دینی تعلیم کے نام پر دہشت گردی کی Nurseries وجود میں آئیں تو کبھی سیاسی دہشت گردوں نے مظلوم عوام سے ان کے دیگر حقوق کے ساتھ ان سے جینے کا حق بھی چھین لیا۔ پھر نسبت محمدی ﷺ کا فروغ تو دور کی بات، محبت رسول ﷺ کو بھی Controversial بنادیا۔ اس مایوسی کے دور میں ان عظیم نسبتوں کے امین، حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صبح نو کی نوید بن کر اٹھے اور تعلیم کے میدان میں سینکڑوں تعلیمی اداروں کا ملک میں جال بچھادیا جس سے آج صرف ملک پاکستان میں ہی ایک لاکھ سے زائد غریب طلباء و طالبات علم کے نور سے آراستہ ہورہے ہیں۔ کہیں اپنی تصانیف و خطابات کے ذریعہ آقا ﷺ کی احترام انسانیت اور امن پسندی کی

تعلیمات کو گھر گھر عام کیا اور جب عشق و محبت رسول ﷺ پر بدعقیدگی نے یلغار کی تو اتنی جاندار آواز بن کر عالم میں گونجے کہ بدعقیدہ لوگ اپنے اسلاف کو بھولنے لگے اور جب مظلوم عوام پاکستان کے بنیادی حقوق پامال ہوتے دیکھے تو ایسی تاریخی Movement اور ایسے عظیم دھرنے کے موجد بن گئے کہ جس کی مثال پھر نہ مل سکے۔

میری عظیم بہنو! یہ سب کیا ہے؟ یہ سب اسی نسبت محمدی ﷺ کا اثر اور تاثیر ہے جو حضور شیخ الاسلام کی صورت میں سر چڑھ کر بول رہا ہے تو بات سمجھ کیا آئی کہ سچی نسبت وہی کہلاتی ہے کہ جس کا اثر منسوب کے ہر ہر عمل میں دکھائی دے۔

آج ہم سب جس عظیم قائد کی ولادت کی خوشی منا رہے ہیں، ہم ان سے نسبت رکھتے ہیں اور اس نسبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہماری زندگیوں پر بھی ان کی امن پسندی، علم دوستی اور ان کی مظلوم و غریب پروری کا رنگ چڑھ جائے۔ ہم خود بھی پر امن ہو جائیں اور جن گلی محلوں میں ہم رہتے ہیں، ہمارا ہونا ان علاقوں میں، امن کے قیام کے باعث بنے اور ظلم کے خاتمے کا باعث بنے۔ ہمارا وجود، لوگوں کو ان کے حقوق میسر آنے کا سبب بنے تاکہ دیکھنے والے، اہل نسبت پر، نسبت کا رنگ جاگتی آنکھوں سے ملاحظہ کر سکیں۔

آخر میں آپ سب کو ایک بار پھر حضور شیخ الاسلام کی ولادت مبارک ہو۔ اللہ رب العزت ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے اور جس مشن اور مقصود کو لے کر چل رہے ہیں اللہ رب العزت اس کو ان کے ہاتھوں سے پایہ تکمیل تک پہنچائے اور ہم سب کو ان کی قیادت میں اس عظیم مشن پر استقامت کے ساتھ گامزن رکھے اور اللہ پاک مصطفوی انقلاب کا سویرا جلد طلوع فرمائے۔ آمین

شادی مبارک

محترمہ ہما وحید سابقہ ناظمہ تنظیمات، محترمہ نبیلہ یوسف سابقہ کمپیوٹر آپریٹر، محترمہ قرۃ العین کوآرڈینیٹر تنظیمات، محترمہ راشدہ ملک ناظمہ تربیت لاہور اور شازیہ یوسف ویمن سیکیورٹی ممبر کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ زندگی کے اس نئے سفر میں نئے جوڑوں کو دائمی خوشیاں اور کامیابیاں ان کے قدم چومے۔ ہر آنے والی صبح پیغام نوید اور آسانیاں لے کر طلوع ہو۔ آمین

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط نمبر 20

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

۷۔ مقام محمود کے علمی و تحقیقی و تفسیری نکات

اللہ رب العزت نے حضور سرور کائنات ﷺ کو بعض ایسے خصائص و امتیازات سے نوازا ہے جو بے حد و بے مثال ہیں۔ یہ خصائص و امتیازات قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی دیگر انبیاء و رسل پر فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔ انہی خصائص و امتیازات میں سے ایک نہایت اہم خصوصیت اور امتیازی وصف آپ کو روزِ قیامت مقام محمود پر فائز کیا جانا ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹)

''اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لیے زیادہ (کی گئی) ہے یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقام شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اولین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ روز قیامت حضور ﷺ ہی تمام بنی نوع انسان کے رہبر و رہنما اور قائد ہونگے اور انبیاء و رسل عظام کے امام ہونگے۔ آپ ﷺ فرشتوں کے جلو میں براق پر سوار ہونگے۔ لواء حمد آپ کے دست اقدس میں ہوگا اور اولین و آخرین سارے انسان مل کر آپ کی حمد و تعریف کر رہے ہونگے۔ آپ ﷺ لباس فاخرہ زیب تن کئے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عرش پر خصوصی نشست پر جلوہ افروز ہونگے۔ تمام انبیاء

کرام کی اُمتیں آپ ﷺ سے اللہ کے حضور شفاعت طلب کریں گی۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ کے پاس شفاعتِ کبریٰ کا اختیار ہوگا اور سب سے پہلے اپنی گناہگار امت کی شفاعت فرمائیں گے۔اس وقت آپ اسی مقام محمود پر متمکن ہوں گے۔

مذکورہ آیت کریمہ کے تفسیری معارف اور علمی و تحقیقی نکات سے پردہ اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب مقام محمود کے صفحہ نمبر ۱۹ پر رقمطراز ہیں:

''اس آیت میں ایک اور خاص نکتہ بھی پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نمازِ تہجد ادا کرنے کا حکم دیا اور بطور صلہ روزِ قیامت آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ذرا غور کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی تہجد کی نفلی نماز کا صلہ یہ دیا کہ انہیں مقامِ محمود پر فائز فرما دیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے فرائض کا صلہ کیا ہوگا؟ یقیناً وہ صلہ ہماری سوچ سے بھی بالا ہوگا''۔

وہ مقامِ محمود کیا ہے؟ڈاکٹر صاحب اپنی مذکورہ کتاب میں اس پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔اختصار کے پیشِ نظر تفردات و امتیازت پر مشتمل چند اقتباسات دیئے جارہے ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے آغاز میں اپنا تعارف: ''**الحمد للّٰہ رب العالمین**'' کے الفاظ میں کروایا۔حمد بڑی عظیم شے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس بناء پر وہ محمود بھی ہے۔ وہ اس وقت بھی محمود تھا جب اس کی تعریف کرنے والا کوئی بھی نہ تھا۔حمد چونکہ اس کی ذاتی خوبی ہے اور یہ ذاتی خوبی مخلوق کی احتیاج سے بھی ماوراء ہے۔ وہ تعریف کرنے والوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ سب تعریف کرنے والوں کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس نے تعریف کرنے والوں کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔کوئی حامد تعریف کرے یا نہ کرے، وہ اپنی ذات میں ہر حمد کا حق دار ہے، ہر خوبی کا سزاوار وہی ہے۔ اس حمد کی بناء پر وہ محمود ہے۔جو وسعت، جامعیت، ہمہ گیریت اس حمد میں ہے وہی جامعیت و وسعت حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ مقامِ محمود میں بھی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے مگر کسی کے مقام کا نام ''مقامِ محمود'' نہیں رکھا، کیونکہ محمود اس کا اپنا ذاتی نام ہے جو ہر حمد کا سزاوار ہے۔حقیقی محمود چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ بابرکات ہے اس لئے اس نے مقامِ محمود کے لئے محمد ﷺ کو چنا ہے۔ آپ غور کیجئے اِدھر قرآن حمد سے شروع ہورہا ہے اور ''**الحمد للہ**'' کہہ کر اعلان ہو رہا ہے کہ محمودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جبکہ روزِ قیامت جب انتہائے کائنات کا وقت ہوگا تو اللہ رب العزت حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور پھر خود حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد بیان کر کے یہ واضح فرمائے گا کہ آج انتہائے حمد کا سزا وار صرف

میرا محبوب ہے۔ گویا اللہ رب العزت فرما رہے ہیں: محبوب! تیری شانِ حمد کا عالم یہ ہے کہ یہاں اس دنیا میں محمود میرا نام ہے اس کو روزِ قیامت تیرا مقام بنا دوں گا۔ حضور ﷺ کے مقام کو مقامِ محمود کہہ دینا کوئی اتفاقیہ امر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے نزول کے وقت یہ کہہ دیا کہ محبوب! تُو رات کی خلوت میں میری بارگاہ میں حاضر ہوا کر، میں تجھے روزِ قیامت جمیع مخلوق کے اجتماعِ عظیم میں مقامِ محمود پر فائز فرما دوں گا۔

۲۔ جب ہم حمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کے اطلاق کے بارے میں یہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جا سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے اس لفظ کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ نظریہ رکھنے والے سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے نعت کا لفظ تو ٹھیک ہے، حمد کا لفظ ٹھیک نہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا نام ہی محمد رکھا ہے۔ محمد کا لفظ بھی حمد کی طرح ''مَـــدَحَ'' سے مشتق ہے۔ محمد مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے: ''جس کی بار بار اور بے حد و حساب حمد کی جائے۔'' دراصل حضور ﷺ کی حمد ہی اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی اور اعلیٰ حمد ہے۔

جیسے ایک معمار کوئی عمارت تعمیر کرتا ہے۔ لوگ اگر اُس کی تعمیر کردہ عمارت کی خوبیاں بیان کریں یا اُس کے حُسنِ تعمیر کو سراہیں تو کیا وہ اس تعریف سے ناراض ہوگا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ ایفل ٹاور، بادشاہی مسجد، شالامار باغ، تاج محل، آپ اِن عمارات کی بے حد و حساب اور مبالغہ کی حد تک تعریف کریں تو کیا اِس تعریف سے اِن عمارتوں کے معمار ناراض ہوں گے؟ ہاں اگر ساتھ کوئی دوسری عمارت ہے اُس کی تعریف کی جائے اور مذکورہ عمارت کی تعریف نہ کی جائے تو وہ معمار ناراض ہوگا لیکن اگر عمارت ہی ایک ہو اور آپ ساری عمر اُس کی تعریف کرتے رہیں تو اُس عمارت کا تعمیر کرنے والا کبھی ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ دراصل اُس کے تخلیق کردہ فنِ تعمیر کی تعریف ہو رہی ہے، جو براہِ راست اُس کی اپنی تعریف ہے۔ معمار کو تو کسی نے دیکھا، کسی نے نہیں دیکھا لیکن عمارت تو سب نے دیکھی ہے۔ گویا عمارت کی تعریف دراصل معمار کی تعریف ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزّت کو تو کسی نے نہیں دیکھا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو تو سب نے دیکھا۔ اب حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔

اِسی طرح شاعر کی مثال ہے، آپ اُس کے دیوان کی تعریف کریں، اُس کی شاعری کی تعریف کریں تو وہ اس بات پر خوش ہوگا۔ شاعری کی تعریف دراصل شاعر کی ہی تعریف ہے۔ آپ علامہ اقبالؒ کی تعریف اس لئے کرتے ہیں کہ اُن کا کلام بہت جامع ہے۔ کلام اچھا ہے تو صاحبِ کلام بھی اچھا ہے۔ آپ کوئی پراڈکٹ لے لیں، دنیا کی کوئی صنعت لے لیں جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ اس کی کمپنی کی تعریف ہوتی ہے۔ یہ

پوری کائنات کا قاعدہ ہے۔

درج بالا مثالوں سے وضاحت کے بعد یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہرگز نہیں بلکہ رحمتِ الٰہی کا باعث ہے۔ اب اس بات کا جھگڑا نہیں رہتا کہ اگر کوئی حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کرتا جائے اور کرتا ہی رہے، اللہ تعالیٰ اس کو سو سال عمر دے اور وہ ساری عمر حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کرتا رہے تو اس بات سے اللہ رب العزت کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشی کیا ہوگی کہ میں نے جو محمد (ﷺ) بنایا ہے ساری کائنات اُسی کی تعریف کر رہی ہے۔ مخلوق کی تعریف کرنا دراصل خالق کی ہی تعریف ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سب سے حسین ہیں تو یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کہ اُس نے حسین بنایا ہے۔ اولاد کی تعریف سے ہمیشہ ماں باپ خوش ہوتے ہیں، تصویر کی تعریف سے مصوّر خوش ہوتا ہے، شاگرد کی تعریف سے استاد خوش ہوتا ہے۔ اگر اولاد کی تعریف پر والد ناراض ہو کہ میری اولاد کی تعریف کیے جا رہے ہیں میری کوئی تعریف ہی نہیں کر رہا۔ مصنف کی کتابوں کی تعریف کریں اور مصنف ناراض ہو جائے کہ میری کتابوں کی تعریف کر رہے ہیں میری تعریف ہی کوئی نہیں کر رہا تو ایسا کہنا دراصل دماغ کی خرابی کا باعث ہے ورنہ اولاد کی تعریف والدین کی ہی تعریف ہے اور کتاب کی تعریف دراصل مصنف کی ہی تعریف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (الحمد للہ) ''ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔'' یہ سن کر ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ باری تعالیٰ تُو ساری تعریفوں کا حق دار کیوں ہے؟ اس کی کوئی دلیل بھی تو ہوگی؟ اس نے ساتھ ہی جواب دیا: (ربّ العالمین) اس لئے کہ میں سارے جہانوں کا رب ہوں۔ میں نے سارے جہانوں کو بنایا ہے۔ جو کچھ میں نے بنایا ہے اس کو دیکھ لو کہ میں قابلِ تعریف ہوں یا نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ بناتا ہے اگر وہ قابلِ تعریف ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ ہر شے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اگر کسی نے اولیاء اللہ کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہ ہوگا کہ اُسی نے ہی تو ولایت دی ہے۔ کسی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہیں ہوگا کہ اُسی نے ہی تو نبوت دی ہے لہٰذا ان کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ساری عمر حضور نبی اکرم ﷺ کی ہی تعریف کرتا رہے تو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ کی تعریف جس جس جہت سے کرتے رہیں وہ سب الحمد للہ کے ضمن اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ جو کچھ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہیں۔ حضور ﷺ کا خالق و معمار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے ذہن میں یہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ حمد کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے۔

۳۔ تعریفوں کی بھی ایک حد ہے اور تعریف کرنے والوں کی بھی ایک حد ہے۔ فرمایا: حمد کا حق دار میں ہوں اور میں ہی محمود ہوں۔ قیامت تک محمود میرا نام رہے گا جب یہ کائنات ختم ہو گی تو اپنے اِس ’’محمود‘‘ نام کو اپنے محبوب کا مقام کر دوں گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شانِ اُلوہیت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی جو بھی تعریف کی جاتی رہی روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو اُن ساری تعریفوں کا عکس بنا دیا جائے گا۔ ساری اُمت مل کر حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہ اُس کی ہی شان ہے کہ اُس نے اپنے نام کو اپنے محبوب کا مقام بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے بہت سے نام حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کر رکھے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ شہید ہے اور اُس نے یہ نام حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی عطا کر رکھا ہے...... وہ رحیم ہے حضور ﷺ کو بھی رحیم بنا دیا ہے...... وہ رؤف ہے حضور ﷺ کو بھی رؤف بنا دیا...... وہ سمیع و بصیر ہے حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی اس نے سمیع و بصیر بنا دیا ہے۔ اُس نے بہت سے نام جو اُس کی شان کے لائق تھے پہلے ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو اُن کی شان کے لائق عطا کر دیئے ہیں۔ نام تو پہلے ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کر رکھے ہیں لیکن روزِ قیامت جو اپنا نام ہو گا اُسے حضور کا مقام بنا دیا جائے گا۔ اُس روز ساری مخلوق اور اُس کا خالق حضور ﷺ کی حمد کر رہے ہوں گے۔ گویا قیامت کا قانون بدل جائے گا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد ہوتی تھی جبکہ قیامت کے روز سب مخلوق اپنے خالق سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد کر رہے ہوں گے، ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حمد ایک عملِ صالح ہے، یہ زبان کی عبادت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر ملتا ہے۔ لیکن جس دن قیامت قائم ہو گی سارے عمل ختم ہو جائیں گے اور اُن پر ملنے والا اجر بھی ختم ہو جائے گا۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہو گا مگر اس دن پانچ نمازیں فرض نہیں ہوں گی۔ جو عمل ہو چکا اُس کی جزا و سزا کا دن یومِ قیامت ہے۔ اس دنیا میں جو اللہ کی حمد کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیتا تھا۔ قیامت کے دن قانون بدل دیا جائے گا کہ آج اجر ختم۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج مخلوق بھی محمد (ﷺ) کی حمد کرے گی اور میں بھی اُس کی حمد کروں گا۔ ساری کائنات حامد ہو گی اور حضور ﷺ کی ذات محمود ہو گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی بھی حمد ہو گی۔ انبیاء کرام علیھم السلام اور حضور نبی اکرم ﷺ حمدِ الٰہی کریں گے۔ لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ مقام حاصل ہو گا کہ ساری مخلوق اور خالق مل کر آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔ اس لئے روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کیے جانے والے مقام کا نام محمود رکھا اور اس دنیا میں اس مقامِ محمود کے حامل کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

۴۔ محمد مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے جس کی بہت زیادہ اور بار بار تعریف کی جائے۔ جبکہ محمود کا

معنی ہے جس کی تعریف کی جائے۔ ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے باری تعالیٰ بہت زیادہ تعریف تو تیری ہے، اس لئے کہ تو خالق ہے۔ حضور ﷺ کا جتنا بھی مرتبہ ہو بہرصورت وہ تیری مخلوق ہیں، تیرے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تیرے مقرب و محبوب بندے ہیں۔ ایمان اور معرفت کے بغیر عقلِ مادی یہ سوچتی ہے کہ باری تعالیٰ محمد تو تیرا نام ہونا چاہئے تھا کیونکہ سب سے زیادہ تعریف تو تیری ہوتی ہے۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ بصورتِ معرفت یہ دیتا ہے کہ ذہنِ انسانی کا یہ سوال غلط ہے، میں نے کبھی کوئی نام غلط نہیں رکھا۔ میں غلطی سے پاک ہوں۔ میں نے اگر اپنا نام محمود اور اپنے محبوب کا نام محمد رکھا ہے تو درست رکھا ہے۔ اس لئے کہ میری تعریف ساری مخلوق کرتی ہے۔ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ بھی میری تعریف کرتے ہیں تو وہ بھی میری مخلوق ہی ہیں۔ جبکہ محمد ﷺ کی تعریف میں بھی کرتا ہوں اور ساری مخلوق بھی کرتی ہے، جس کی تعریف میں کروں اس کی بہت زیادہ تعریف ہو گی یا جس کی تعریف صرف تم کرو اس کی بہت زیادہ تعریف ہو گی؟ حضور نبی اکرم ﷺ کو محمدیت کا مقام اس لئے ملا کہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کی تعریف بیان کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تعریف نہ کرتا تو حضور نبی اکرم ﷺ مقامِ محمدیت تک نہ پہنچتے۔ مقامِ محمود تو حضور نبی اکرم ﷺ کے نوافل کا صلہ تھا، مقامِ محمدیت حضور ﷺ کے فرائض کا صلہ ہے۔ مگر اصل بات اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ حمد کسی عمل کے صلہ میں نہیں ہوتی، بلکہ عمل کے صلہ سے بے نیاز ہے۔ اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے تو بعد میں بنے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اوّل دن سے محمد کر دیا۔ جس کی تعریف اللہ کر دے اس کی تعریف حد سے بڑھ گئی۔ یوں حضور ﷺ کی تعریف جب اللہ تعالیٰ نے حد سے بڑھا دی تو حضور ﷺ کی تعریف حد سے بڑھانے والے ہم کون ہیں؟ ہم خود محدود ہیں، محدود کسی کو حد سے کیسے بڑھا سکتا ہے؟ ہم تو خود حد میں ہیں، ہمارا بیان، فہم، شعور، کلام سب حد میں ہے۔ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی جتنی بھی تعریف کریں، حد سے آگے جا ہی نہیں سکتے۔ ہم اُنہیں حد سے بڑھا ہی نہیں سکتے۔ حد سے تو اُس نے بڑھایا ہے جس نے آپ کا نام ہی محمد (ﷺ) رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی ابتداء حمد سے کی اپنا نام بھی حمد سے نکالا اور ''محمود'' رکھا ......، اور مخلوقات کے نقشِ اول کا نام ''احمد'' اور ''محمد'' رکھا...... سارے لفظ حمد سے نکالے، اپنی پہچان بھی محمود کہہ کر کرائی، اپنا کلام بھی حمد سے شروع کیا، نام بھی محمود رکھا اور اپنے محبوب ﷺ کو مقام بھی محمود عطا کیا۔ اپنے اور اپنے محبوب کے جملہ معاملات و مقامات حمد کے گرد گھمائے۔

۵۔ لفظِ حمد صرف تعریف کو ہی بیان کرتا ہے اور جہاں صرف تعریف ہی ہو وہاں نقص ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً جاننا خوبی ہے اور نہ جاننا نقص ہے چونکہ حضور ﷺ کو محمد بنا دیا، سب سے بڑھ کر تعریف کر دی تو حضور ﷺ کے بارے میں علم ہی علم منسوب ہو گا، عدمِ علم کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کر ہی نہیں سکتے۔ اگر ایسا کریں تو آپ ﷺ

محمد نہیں رہتے۔ کوئی کام کر سکنا خوبی ہے، نہ کر سکنا نقص ہے۔ نقص ہو تو حمد نہیں ہوتی گویا اگر ایک گوشے سے بھی حمد نکل گئی تو محمد (ﷺ) نہ رہے۔ عطا کرنا خوبی ہے اگر عطا نہ کر سکیں تو یہ نقص ہے اور اگر نقص آ جائے تو وہ محمد نہ رہے۔ ہم درود وسلام پڑھیں اور وہ وہاں سے سنیں یہ خوبی ہے اگر نہ سن سکیں تو یہ نقص ہے، نقص آ گیا تو حمد نہ رہی، حمد نہ رہی تو محمد (ﷺ) نہ رہے۔ حضور ﷺ کی شان مطلق حمد ہے۔ محمد کے نام میں وہ خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سبحان میں رکھی ہے۔ سبحان کا معنیٰ ''پاک'' ہے یعنی وہ ذات، ہر نقص، کمی، کجی اور ہر اُس کمزوری سے پاک ہے جو اُس کی شان کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ سبحانیت کا عکس حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ محمدیت پر ہے۔

۶۔ مقامِ محمود ہی درحقیقت وہ مقام ہے جہاں سے آپ ﷺ شفاعتِ کبریٰ فرمائیں گے۔ جملہ مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ ذرا چشمِ تصور میں لائیں کہ کیسا رفیع الشان مقام ہو گا جب شانِ محمدیت ﷺ کا کامل ظہور ہو گا اور جملہ اوّلین و آخرین حمد و ثنائے محمد ﷺ کر رہے ہوں گے۔ کرمِ مصطفیٰ ﷺ کی تجلیاں افزوں تر ہوں گی۔ تمام اہلِ محشر تو پل صراط سے گزرنے میں مشغول ہوں گے مگر حضور شافعِ محشر ﷺ پل صراط کے کنارے کھڑے کمال گریہ و زاری سے اپنی عاصی و گناہگار اُمت کی نجات کی فکر میں غلطاں و پیچاں اپنے خالق و مالک سے دعا کر رہے ہوں گے ''ربّ سلّم، ربّ سلّم'' ''پروردگارِ عالم انہیں سلامتی و عافیت سے پار لگا دے۔'' مولا! ان خطا کاروں کو بچالے...... انہیں اپنے دامنِ عفو و کرم میں پناہ عطا فرما دے...... اے احکم الحاکمین! تجھے تیری رحمت کا واسطہ ان عاصیوں اور سیاہ کاروں کو نجات عطا فرما''۔

۷۔ روزِ محشر حضور سرورِ کائنات ﷺ کسی ایک مقام پر تشریف فرما نہیں رہیں گے بلکہ مختلف مقامات پر تشریف لائیں گے، کیوں؟ اس کی حکمت اور ضرورت یہ ہے کہ جن جن مقامات اور مراحل پر اُمت کو آپ ﷺ کی دستگیری اور نظرِ کرم کی ضرورت ہو گی وہاں وہاں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رضا کا دامن تھام کر تشریف فرما ہوں گے۔ کبھی حوضِ کوثر پر اپنے چاہنے والوں کو جام پلائیں گے، کبھی پل صراط سے گزرتے وقت گناہگاروں کا ہاتھ تھامیں گے اور کبھی جہنم میں جانے والوں کو عذابِ الٰہی سے نجات دلا رہے ہوں گے۔ اِس نفسا نفسی کے عالم میں صرف آپ ﷺ کی ذات ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی اذن سے اُس کی مخلوق میں بخشش و مغفرت اور اُس کے کرم و عطا کی خیرات تقسیم کر رہی ہو گی۔

اگر آپ ﷺ ایک ہی جگہ پر جلوہ افروز رہتے تو نہ جانے میزان پر آفت رسیدوں اور غم زدوں پر کیا گزرتی۔ کون سا پلہ بھاری ہو جائے۔ ادھر کرم نہ فرمائیں تو یہ بے کس و بے چارے، بے یار و مددگار رہ جائیں۔ غرض ہر جگہ آپ ﷺ کے نام کی دُہائی ہو گی۔ ایک آپ ﷺ کا کرم ہو گا اور جہاں بھر کی خبر گیری ہو گی۔ اتنا عظیم

اژدھام اور اس قدر مختلف کام اور پھر عطائے مصطفیٰ ﷺ کی عطر بیز ضوفشانیاں عجیب سماں بندھا ہو گا۔ اس درجہ فاصلوں پر مقام اور آپ ﷺ کو ہر ایک دوسرے سے اس طرح زیادہ پیارا ہے جیسے ماں کا اکلوتا بچہ۔ قلبِ مصطفیٰ ﷺ پر ہجومِ آلام ہو گا لیکن زبان پر خدا کا نام ہو گا۔ آنکھوں سے اشک رواں ہوں گے اور ہر طرف بے تابانہ رواں ہوں گے۔ اِدھر گرتے کو سنبھال رہے ہوں گے اور اُدھر ڈوبتوں کو نکال رہے ہوں گے۔ یہاں رونے والوں کے آنسو پونچھ رہے ہوں گے اور وہاں آگ میں جلنے والوں کو دوزخ سے نکال رہے ہوں گے۔ الغرض ہر جگہ آپ ﷺ کی دہائی ہوگی۔ ہر شخص عام و خاص آپ ﷺ ہی کو پکار رہا ہو گا۔

اِس پکار، فریاد اور داد رسی کے عالم میں ایک مقام ایسا بھی ہو گا جہاں اللہ تعالیٰ، ابد سے ازل تک کے تمام انسانوں اور جملہ اُمتوں کو اُن کے انبیاء و رُسل کے ساتھ اکٹھا فرمائے گا، سب کے لبوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف ہو گی اور پھر اِسی منظر میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور ہمارے آقائے نامدار کو اپنے ساتھ عرش پر جلوہ فرمائی کا حکم دے گا۔ یہی مقام، مقامِ محمود ہو گا۔ آپ ﷺ اِسی مقامِ محمود پر فائز ہو کر اوّلین و آخرین کو فیضیاب فرما رہے ہوں گے۔ (طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مقام محمود، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکشنز، ص ۲۲ تا ۳۴)

اس آخری فصل میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مختلف آیات کی تفسیری کتب سے تفردات و امتیازات بحوالہ نقل کئے گئے جن سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا اندازِ تحقیق نہایت جاندار، موثر اور قلب روح کو تازگی فرحت اور ایمان کو جلا بخشنے والا ہے۔ وہ قاری کو آیت کے حقیقی معنی و مفہوم تک نہ صرف رسائی دلاتے ہیں بلکہ موجودہ کتابی علم سے ہٹ کر اس کی اصل حقیقت سے بھی آشنا کرتے ہیں بلاشبہ یہ ان کے تفردات و امتیازات ان کے علمی خلوص، عملی سعی و کاوش، باطنی لطافت، روحانی کیف و مستی اور حسن نیت کے آئینہ دار ہیں جن سے تشنگان علم و حکمت سیراب ہوتے رہیں گے۔

اس تحقیقی مقالہ میں بھی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے وہ تفسیری تفردات و امتیازات کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے جو ان کی تفسیری کتب یا ان کی ذات پر لکھی جانے والی کتب میں ریکارڈ پر موجود ہیں ۔ علاوہ ازیں بہت سے تفردات ایسے بھی ہیں۔ جو ان کے کئی خطابات میں موجود ہیں مگر ابھی تک کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئے۔ یہ تو صرف تفسیری تفردات کا جائزہ ہے ۔موصوف کے مختلف احادیث مبارکہ کی تشریح تفصیل میں نئے تحقیقی نکات اتنے کثیر ہیں۔جن پر ایک الگ کتاب شائع ہو سکتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں ان تفسیری نکات کو پڑھ کر سمجھنے اور آگے منتقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عوامی چیلنجز اور شیخ الاسلام

قسط اول

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

فی زمانہ ہر قیادت کو اپنے اپنے زمانے میں مختلف چیلنجز کا سامنا رہا ہے وہ چیلنجز اپنے عصر کے اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ یقیناً ان کا سامنا کرنا اور ان کا موثر جواب دینا قیادتوں کے لئے خود ایک چیلنج رہا ہے۔ جس نے ان چیلنجز کا جواب دیا انہیں ہی تاریخ کے صفحات میں قیادت کے طور پر جانا گیا اور بعد کے زمانوں میں بھی مانا گیا اور دنیا نے پھر ایسی ہی قیادت کو پڑھا بھی اور سمجھا بھی اور یوں اس کی فکر کو ایک دائمی اور ایک عالمگیری حیثیت حاصل ہوئی۔ اس کی قیادت پھر صرف اپنے زمانے تک محدود نہ رہی بلکہ آنے والے زمانوں کے لئے بھی وہ اپنے افکار و نظریات کے ذریعے راہنمائی کرتی رہی اور ایک رہبر و راہنما اور ایک عظیم مفکر اور قائد کی حیثیت میں اپنا فریضہ ادا کرتی رہی۔

تاریخ انسانی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ قیادت وہی ہے جو اپنے زمانے کے چیلنجز کا نہ صرف سامنا کرے بلکہ ان کے سامنے ڈٹ بھی جائے اور اس چیلنج سے کامیابی سے ہمکنار ہوجائے اور اس کا اتنا موثر اور شاندار جواب دے کہ وہ چیلنج، چیلنج ہی نہ رہے۔ قیادتوں کی تاریخ میں چیلنجز کے حوالے سے بہت سی امثال اور واقعات کو طوالت کے پیش نظر چھوڑتے ہوئے صرف اسی حقیقت کو عیاں کرنا چاہتے ہیں کہ قیادت کا پہلا اور آخری وصف ہی یہی ہے کہ وہ اپنے زمانے کے چیلنج کا منہ توڑ جواب دیتی ہے۔ اس تناظر میں جب ہم زیر بحث موضوع کے حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت و قیادت کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ اپنے زمانہ طالبعلمی ہی سے چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں اور ان میں تاریخی کامیابی حاصل کرتے ہوئے اپنے زمانے کے دیگر چیلنجز کی طرف آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں ہم ان کی زندگی کے چند چیلنجز کا ذکر کریں گے۔

ا۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کیا ہے؟

آپ کی عملی زندگی کا یہ پہلا سیاسی اور مذہبی چیلنج یہ تھا کہ نظام مصطفیٰ کیا ہے۔ کیا یہ اصطلاح درست

ہے؟ کیا نظام مصطفیٰ واقعتہ ایک نظام اسلام ہے۔ 78-1977ء میں بھٹو حکومت کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ بپا ہوئی جس میں ملک کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں اکٹھی تھیں۔قوم کا ہر ہر فرد اس تحریک نظام مصطفیٰ میں پیش پیش تھا اور ہر طرح کی قربانی دینے سے سرشار تھا، عین اس وقت ایک بہت بڑا چیلنج سامنے آیا کہ نظام مصطفیٰ کی حقیقت و ماہیت اور اس کے خدوخال کیا ہیں۔ یہ اصطلاح ایک حقیقت ہے یا محض ایک سیاسی نعرہ ہے۔آپ نے ان تمام چیزوں کا مفصل جواب اپنی کتاب نظام مصطفیٰ ایک انقلاب آفریں پیغام میں دیا ہے جس کے بعد اس اصطلاح اور نظام کے حوالے سے تمام شکوک و شبہات ختم ہوکر رہ گئے اور اس کتاب کے بعد نظام مصطفیٰ کی اصطلاح ایک عملی حقیقت کے طور پر عوام و خواص میں متعارف ہوگئی۔

۲۔ رجم کی سزا بطور حد ہے

1982ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ایک مقدمے کی سماعت شروع کی جس میں اس بات کا چیلنج کیا گیا تھا کہ پاکستان میں رائج سزائے رجم شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے، پاکستان کے قانون کے مطابق یہ سزا بطور تعزیر ہے جبکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے مطابق یہ سزا بطور حد ہے۔ اس حوالے سے آپ نے 20 تا 23 جون 1984ء وفاقی شرعی عدالت میں دلائل دیئے اور حدیث نبوی کی صحیح روایات اور صریح ہدایات کی روشنی میں اس سزا کا بطور حد ہونا عدالت میں ثابت کیا چنانچہ عدالت نے آپ کے دلائل کو سن کر پاکستان میں رائج رجم کی سزا کو قانون تعزیر سے نکال کر قانون حد میں داخل کیا۔ واضح رہے کہ حد وہ قانون ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بنایا گیا ہو، دنیا کی کوئی عدالت، کوئی بھی حکمران اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا سرے سے مجاز ہی نہ ہو۔ عدالتوں اور حکمرانوں کی ذمہ داری فقط اس کے نفاذ میں ہے۔طلباء کے لئے یہ بات بھی واضح رہے کہ رجم کونسی سزا ہے۔ جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا سنگسار کرنا ہے جسے عربی میں رجم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پاکستان میں یہ سزا اسلامی تعلیمات کے منافی رائج تھی۔ شیخ الاسلام نے اس کو عدالت میں چیلنج کیا آپ کے ٹھوس دلائل کے بعد عدالت کو یہ سزا تبدیل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ اس سزا کو آپ ہی کے دلائل کی روشنی میں تبدیل کرکے بطور حد نفاذ کے منظوری دے دی گئی۔

۳۔ گستاخ رسول کی سزا بطور حد، موت ہے

نومبر 1985ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ایک مقدمے کی سماعت شروع کی جس میں پاکستان میں رائج مقدس ہستیوں اور بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کی سزا کو اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیا گیا۔ شیخ

الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نومبر 1985ء میں تین دن مسلسل وفاقی شرعی عدالت میں دلائل دیئے۔ آپ نے سب سے پہلے پاکستان میں رائج 295-A اور 298-A کو عدالت میں چیلنج کیا کہ ان دونوں آرٹیکل میں بیان کردہ سزا، قرآن و حدیث کی واضح نصوص کے خلاف ہے۔ اس لئے اسے فوری تبدیل کیا جائے۔

الحمدللہ تین دن مسلسل شیخ الاسلام کے دلائل کو سننے کے بعد عدالت نے آرٹیکل 295-C کا اضافہ کیا۔ جس کی رو سے گستاخ رسول کی سزا کو بطور حد موت قرار دیا گیا۔ حتی کہ آپ نے عدالت میں یہ بات بھی دلائل سے ثابت کی کہ گستاخ رسول کی توبہ بھی قبول نہیں ہے اور 1995ء میں آپ کے ان تاریخ ساز دلائل پر مشتمل کتاب تحفظ ناموس رسالت کے نام سے چھپ چکی ہے۔ جس میں عدالت میں بیان کردہ آپ کے تمام دلائل کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ آپ نے دلائل کی تمام جہتوں کا اس کتاب میں تذکرہ کیا ہے۔ خواہ شرعی جہت ہو یا نقلی اور خواہ عقلی ہی کیوں نہ ہو، اس حوالے سے تمام تر اعتراضات کے جوابات بھی دیے ہیں۔ ایک سلیم الفہم شخص اس کتاب کو پڑھنے کے بعد نہ صرف شرعی حوالے سے بلکہ عقلی اعتبار سے بھی اس قانون کا قائل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت کے بعد وفاقی پارلیمنٹ نے بھی متفقہ طور پر اس قانون کی منظوری 1992ء میں دے دی تھی، اس وقت سے یہ پاکستان میں نافذ العمل ہے۔

۴۔ مباہلہ کا چیلنج

1988ء میں مرزا طاہر قادیانی نے اپنے قادیانی مذہب کے حق اور سچ ہونے پر تمام عالم اسلام کو اور بطور خاص پاکستان بھر کے علماء کو چیلنج دے دیا اور اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ یہ چیلنج طبع ہوا، چنانچہ 24 ستمبر 1988ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرزا طاہر قادیانی کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور اس چیلنج کا مقام مینار پاکستان لاہور کو مقرر کیا، اس حوالے سے مرزا طاہر قادیانی کو 24 ستمبر 1988ء کو مینار پاکستان پر لاکھوں لوگوں کی موجودگی میں آنے کی کھلے عام دعوت دے دی، میڈیا و اخبارات کے ذریعے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے اشتہارات چھپوا دیئے گئے اور بڑے بڑے پوسٹرز اور بینرز کے ذریعے ہر خاص و عام کو مطلع کر دیا گیا اور شیخ الاسلام کی طرف سے یہ اعلان بھی چھپوا دیا گیا آؤ ہم فجر تک مباہلہ کرتے ہیں اور پھر اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں گے کہ مولا جو سچا ہے اسے زندہ رکھ اور جو جھوٹا ہے اسے موت دے دے۔

24 ستمبر 1988ء کو مینار پاکستان کے سائے میں شیخ الاسلام لاکھوں افراد کی موجودگی میں عشاء سے فجر تک انتظار کرتے رہے مگر مرزا طاہر قادیانی نہ آیا۔ اس ختم نبوت کانفرنس کی صدارت قدوۃ الاولیاء حضور سیدنا

طاہر علاؤالدین الگیلانیؒ کر رہے تھے۔ مفسر قرآن، پیر کرم شاہ الازہری بھی موجود تھے، تاریخی اعتبار سے اس سے قبل مباہلہ عام کا چیلنج حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو بادشاہی مسجد لاہور میں دیا تھا۔ وہ خود بھی مباہلے کے چیلنج کے باوجود نہیں آیا تھا اور آج اس کا پوتا مرزا طاہر قادیانی بھی چیلنج دینے کے باوجود میدان میں نہ آیا۔

۵۔ اعتقادی چیلنج

مسلک اہلسنت کے حوالے سے معاصرین عرصہ دراز سے یہ چیلنج کرتے رہے کہ ان کے مسلک کی بنیادیں قرآن و حدیث پر استوار نہیں ہیں یہ مسلک حکایات کرشمات اور کرامات پر مبنی ہے۔ حتی کہ ان کے تمام تر عقائد و نظریات قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آپ نے 4 مارچ 1991ء کو پہلے مرحلے میں مسلک اہلسنت کے تمام تر اعتقادات کو قرآن حکیم سے ثابت کرنے کے لئے پاکستان بھر کے علماء و مشائخ کو منہاج القرآن کے مرکز لاہور میں آنے کی دعوت دی، قرآن حکیم سے تمام تر عقائد کو ثابت کرنے کے لئے ’’دس روزہ دراسات القرآن‘‘ کا آغاز ہوا۔ ہر روز آپ نے ایک ایک موضوع پر سینکڑوں آیات کے ذریعے ہر ہر عقیدے کی صحت کو قرآن سے ثابت کیا۔ ان عقائد میں توحید اور شرک سے لے کر عقیدہ رسالت کے تمام تر عقائد اور اولیاء وصلحاء کے متعلق تمام تر اعتقادات اور مسلک اہلسنت کے جملہ عقائد کو قرآن حکیم کی نصوص سے ثابت کیا۔

الحمدللہ یہ تمام دروس اب متعدد کتابوں کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ جن میں چند یہ ہیں۔ کتاب التوحید، کتاب البدعۃ، مسئلہ استغاثہ اور اس کی شرعی حیثیت، کتاب التوسل، کتاب الشفاعۃ، عقیدہ علم غیب، ایصال ثواب اور اس کی شرعی حیثیت، تبرک کی شرعی حیثیت، زیارت قبور وغیرہ۔ علاوہ ازیں ان دراسات القرآن کو کتابوں کے علاوہ لیکچرز کی صورت میں CD کے ذریعے دیکھا اور سنا بھی جاسکتا ہے۔

۶۔ بلاسود بینکاری کا چیلنج

1990ء کا الیکشن مختلف سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے منشور کے ساتھ لڑا۔ آئی جی آئی نے اس الیکشن کے نتیجے میں حکومت بنائی۔ انہوں نے قوم سے نفاذ اسلام کے نام سے ووٹ مانگے، قوم نے اسلام کے نام پر ووٹ دیئے۔ برسراقتدار آنے کے بعد یہ اپنے وعدے کو بھول گئے۔ ملک کے طول وعرض سے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ زور پکڑنے لگا قوم نے سب سے پہلے معیشت کو بلاسود بنیادوں پر استوار کرنے کا مطالبہ کیا اور بالخصوص بینکوں کو سود سے پاک کرنے کا مطالبہ کیا تو اس کے جواب میں نواز شریف گورنمنٹ کے ایک وزیر نے

اخبارات اور TV میں بیان دیا کہ ’’اسلام میں سود کا متبادل نظام موجود ہی نہیں ہے‘‘ اور یہ وزیر کئی دنوں تک یہ بیان مسلسل دیتے رہے۔ بعد ازاں انہوں نے چیلنج کے ساتھ TV اور اخبارات کے ذریعے یہ بیان دینا شروع کر دیا کہ عالم اسلام میں کوئی شخص بھی بلاسود بینکاری اور سود سے پاک معیشت کا نظام پیش نہیں کرسکتا۔ جب اس نے یہ چیلنج کیا تو اس کے اس چیلنج کو پاکستان کی دھرتی سے کسی بھی مسلم سکالر نے قبول نہ کیا۔ نتیجتاً شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حکومت کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اخبارات کے ذریعے آپ نے اپنا یہ بیان دیا کہ میں حکومت وقت کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں کہ میں اس بات کو نہ صرف کروڑوں پاکستانیوں کے سامنے بلکہ پورے عالم اسلام کے سامنے یہ بات ثابت کروں گا کہ اسلام میں سود کا متبادل نظام موجود ہے اور بلاسود بینکاری کا نظام بھی موجود ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ دنیا بھر سے اقتصادی ماہرین کو بلوائے اور پاکستان PTV پر کھلے عام اس مناظرے و مباحثے کو دکھائے۔ اگر میں اسلام میں بلاسود بینکاری کے نظام کو ثابت نہ کرسکا تو اسلام کی دعوت کا نام لینا چھوڑ دوں گا۔ پاکستان کے تمام اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ آپ کے اس چیلنج کو پرنٹ کیا۔ میڈیا اور اخبارات کے ذریعے آپ کا یہ چیلنج کئی دنوں اور ہفتوں تک حکومت وقت کو متوجہ کرتا رہا مگر اب حکومتی حلقوں سے آواز بند ہوگئی تھی۔ اندرون خانہ حکومت اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے بڑی کاوشیں کرتی رہی مگر اس چیلنج کو قبول نہ کرسکی اور نہ ہی اس کے لئے سامنے آسکی۔

17 فروری 1992ء سے دیئے ہوئے اس چیلنج کو حکومت سات ماہ گذرنے کے باوجود قبول نہ کرسکی بالآخر 17 اکتوبر 1992ء میں آپ نے موچی دروازہ لاہور میں تاریخ ساز بلاسود بینکاری کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کردیا۔ حکومت وقت کو پھر چیلنج دیا کہ اگر وہ میڈیا، TV پر اس مباحثے کے لئے تیار نہیں تو وہ موچی دروازہ میں اپنے ماہرین بھیج دے۔ میں حکومت کے ہر چیلنج کو ہر صورت میں قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ لیکن حکومت اپنے ہی دیئے ہوئے چیلنج سے بھاگ گئی اور آپ کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ اس تاریخ ساز بلاسود بینکاری کانفرنس میں آپ نے معاشی ماہرین اور بینکوں کے مینیجرز اور آفیسرز اور لاکھوں عوام کے سامنے، دنیا کے ایک 100 مالیاتی اداروں اور بینکوں کا حوالہ دیا جو غیر سودی بنیادوں پر کام کررہے ہیں۔ آپ کا یہی تاریخی خطاب بلاسود بینکاری کا عبوری خاکہ کے نام سے اسی دن چھپوا کر معاشی ماہرین اور بینکوں کے ماہرین اور اہل علم عوام میں فری تقسیم کیا گیا۔ آج یہ کتابی صورت میں ’’بلاسود بینکاری اور اسلامی معیشت‘‘ کے نام سے بھی چھپ چکا ہے۔ خطاب اور کتاب دونوں صورتوں میں اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے اس خطاب کے بعد

پاکستان میں تیزی کے ساتھ بینکوں میں بلاسود بینکاری کا نظام شروع ہوا۔ آج متعدد اسلامی بینک پاکستان میں قائم ہو چکے ہیں اور ہر بڑے بینک میں بلاسود بینکاری کی سہولت دے دی گئی ہے۔ ہر بینک نے اسلامی بینکاری کے حوالے ایک علیحدہ شعبہ قائم کرلیا ہے جہاں شرعی ایڈوائزر کے طور پر بڑے بڑے مفتیان کرام کی خدمات بڑے بھاری معاوضے کے عوض لے لی گئی ہیں۔

اس حقیقت کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ آپ کے بلاسود بینکاری کے عبوری خاکے سے قبل پاکستان میں بلاسود بینکاری کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آج پاکستان میں جس قدر بھی بلاسود بینکاری ہورہی ہے اور اسلامی بینک بڑی تیزی سے قائم ہورہے ہیں ان کا سہرا، اعزاز، کریڈٹ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو ہی جاتا ہے۔

عیسائی پادریوں کو چیلنج

1987ء میں آپ یورپ کے دعوتی وتبلیغی وزٹ پر تھے جب آپ ڈنمارک تشریف لائے تو وہاں کی تنظیم نے اپنی ملکی صورت حال کو Discuss کیا، مسلمانوں اور عیسائیوں میں مختلف موضوعات پر مباحثے ہورہے تھے۔ اچانک اس صورت حال میں ایک چرچ نے اسلام اور قرآن کی حقانیت پر مختلف سوال اٹھائے انہوں نے اس پر چیلنج کردیا کہ کوئی بھی مسلمان ان کے اعتراضات کا جواب دے سکتا ہے تو ہمارے چرچ کے دروازے کھلے ہیں۔ چنانچہ تنظیم نے اپنے تئیں اس چیلنج کو قبول کرلیا تھا، ڈنمارک میں آپ کا دورہ شروع ہونے پر تنظیم نے آپ کو اس سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس چیلنج کے لئے رضا مندی ظاہر کردی۔ یوں آپ کو ڈنمارک چرچ میں جانے کا موقع ملا۔ عیسائی پادری پہلے سے اس کے لئے تیار تھے۔ مناظرہ ومباحثہ شروع ہوا پہلے عیسائی پادریوں نے سوالات کئے آپ نے سب کے جوابات دیئے اور ان کو مطمئن کیا پھر جب آپ نے ان سے انجیل کے بارے سوالات کئے تو وہ ہر سوال پر لاجواب ہوتے چلے گئے۔ اس کے علاوہ اس مناظرے میں بڑے دلچسپ مراحل بھی آئے۔ ہر پادری کا جواب دوسرے سے مختلف ہوتا رہا۔

جب ایک جواب دینے لگتا تو دوسرا اسے روک دیتا، اس کی غلطی کی طرف اسے متوجہ کرتا۔ ایک موقع پر انجیل کی آیات کی تعداد میں ان کا اختلاف ہوگیا حتی کہ زیرو/صفر کے تضاد کو انہوں نے یہ کہہ کر خاموشی اختیار کی کہ صرف ایک صفر یا چند صفروں کا فرق ہے۔ بہر حال اس مناظرے کے آخر پر ایک مرحلہ ایسا آیا جب ان سب پادریوں نے ہاتھ اٹھا کر اپنی شکست کا اعتراف کرلیا۔ اس مناظرے کی ساری روئیداد آپ کی کتاب ’’مناظرہ ڈنمارک‘‘ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(جاری ہے)

وظیفہ محبتِ الٰہی

دل میں محبتِ الٰہی پیدا کرنے کے لئے درج ذیل آیات کا وظیفہ خاص طور پر مفید و مؤثر ہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

۱۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرۃ،۲: ۱۶۵)

۲۔ اِنَّ اللهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ○ (البقرۃ،۲: ۲۲۲)

۳۔ وَاللهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ○ (اٰل عمران،۳: ۱۴۶)

۴۔ اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ○ (اٰل عمران،۳: ۱۵۹)

۵۔ اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ○ (المائدۃ، ۵: ۱۳)

۶۔ اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ○ (المائدۃ، ۵: ۴۲)

۷۔ فَسَوْفَ یَاْتِی اللهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗٓ۔ (المائدۃ، ۵: ۵۴)

۸۔ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ○ (التوبۃ، ۹: ۱۰۸)

۹۔ وَلٰكِنَّ اللهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ۔ (الحجرات، ۴۹: ۷)

۱۰۔ اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ○ (الصّف، ۶۱: ۴)

- ان آیات کو ترتیب سے اکٹھا پڑھیں یہ ایک بار تصور ہوگا۔
- ان آیات کی
- ☆ روزانہ نمازِ فجر کے بعد کم از کم تین بار تلاوت کریں۔ اگر فرصت ہو تو نمازِ مغرب یا عشاء کے بعد جس وقت زیادہ یکسوئی اور تنہائی مل سکے، اس وظیفہ کو اپنا معمول بنا لیں۔
- ☆ ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھنے میں بہت برکات ہیں۔
- ☆ ہاتھ پر پھونک کر سینے پر مل لیں اور پانی دم کر کے پئیں۔
- ☆ ان آیات کی کثرت تلاوت سے دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

حضور نبی اکرم ﷺ کے اقوال زریں

۱۔ اگر خوش رہنا ہے تو دوسروں کو خوش رکھنا سیکھو۔

۲۔ بہترین انسان عمل سے پہچانا جاتا ہے اچھی باتیں تو برے لوگ بھی کرتے ہیں۔

۳۔ بندہ جب منافقت کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کردیتا ہے تو اسے جھوٹ کی عادت ہوجاتی ہے۔

۴۔ غریب پر احسان کرو کیونکہ غریب ہونے میں وقت نہیں لگتا۔

۵۔ توبہ کا خیال خوش بختی کی علامت ہے کیونکہ جو اپنے گناہ کو گناہ نہ سمجھے وہ بدقسمت ہے۔

۶۔ بدترین ہے وہ شخص جس کے ڈر کی وجہ سے لوگ اس کی عزت کریں۔

۷۔ سب سے زیادہ نیکی اپنے دوستوں اور ہم نشینوں کی عزت کرنا ہے۔

۸۔ امانت سے رزق بڑھتا ہے خیانت سے افلاس لازم آتا ہے۔

۹۔ سادگی ایمان کی علامت ہے۔

۱۰۔ خود کو مظلوم کی بد دعا سے بچاؤ اس لئے کہ وہ خدا سے صرف اپنا حق مانگتا ہے اور خدا حقدار کو اپنا حق مانگنے سے نہیں روکتا (یعنی اسے اس کا حق ضرور دیتا ہے)۔

۱۱۔ نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور تو اس امر کو برا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہوجائیں گے۔

۱۲۔ جو شخص عیب جوئی کرتا ہے اور دوسروں پر آوازیں کستا ہے اس کے لئے بڑی تباہی ہے۔

بچے کی تربیت میں رویوں کا ردعمل

جس بچے پر اعتبار نہیں کیا جاتا، وہ دھوکا دینا سیکھتا ہے۔

جس بچے کا مذاق اڑایا جاتا ہے، وہ بزدل بن جاتا ہے۔

جس بچے پر ہر وقت تنقید کی جاتی ہے، وہ ہر چیز کو رد کرنا سیکھتا ہے۔

جس بچے کو ہر وقت مار پیٹ کا سامنا ہوتا ہے، اس کی صلاحیتیں دب جاتی ہیں۔

جس بچے پر شفقت برتی جاتی ہے، وہ محبت سیکھتا ہے۔

جس بچے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اس میں اعتماد بڑھتا ہے۔

جس بچے کو سچ بولنا سکھایا جاتا ہے، وہ انصاف کرنا سیکھتا ہے۔

جس بچے کی تعریف کی جاتی ہے، وہ اچھی چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

زعفرانی ملائی پنیر تکہ

ضروری اجزاء

۱۔ کاٹیج چیز۔ 1 کلو
۲۔ لیموں کا رس۔ آدھا کلو
۳۔ چیڈر چیز۔ (کش کیا ہوا) 100 گرام
۴۔ کریم۔ چار کھانے کے چمچے
۵۔ سفید مرچ پاؤڈر۔ 1 چائے کا چمچ
۶۔ ہری مرچیں۔ (چوپ کرلیں) 3 عدد
۷۔ زعفران۔ 1 چٹکی
۸۔ نمک۔ حسب ذائقہ
۹۔ مکھن۔ حسب ضرورت

ترکیب

کاٹیج چیز کے 20 یکساں کیوبز کاٹ لیں۔ ایک پیالے میں چیز کیوبز، نمک، سفید مرچ پاؤڈر اور لیموں کا رس ڈال کر اچھی طرح مکس کرکے 15 منٹ کے لئے رکھ دیں۔ اوون کو پہلے سے گرم کرلیں۔ ایک پیالے میں چیڈر چیز اور کریم ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں۔ زعفران کو 10 منٹ کے لئے 2 کھانے کے چمچے گرم پانی میں بھگودیں۔ اب اس کو کریم مکسچر میں ملادیں۔ کاٹیج چیز کے 20 یکساں کیوبز کاٹ لیں۔ ایک پیالے میں چیز کیوبز، نمک، سفید مرچ پاؤڈر، لیموں کا رس ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں۔ اس میں ہری مرچیں شامل کردیں۔ زعفران کو 10 منٹ کے لئے 2 کھانے کے چمچے گرم پانی میں بھگودیں اب اس کو کریم مکسچر میں ملادیں۔

کاٹیج چیز کے کیوبز نتھار کر ان کو کریم والے مکسچر میں ڈال کر 45 منٹ تک میگنیٹ کریں سیخوں میں یہ کیوبز لگا کر پہلے گرم اوون میں 135C پر 12-10 منٹ تک روسٹ کریں وقتاً فوقتاً مکھن لگاتی جائیں۔ تیار ہونے پر پلیٹ میں رکھ کر چٹنی کے ساتھ سرو کریں۔

بالوں کو دلکش و جاذب نظر بنانے کے طریقے

☆ جس طرح چہرے کی جلد کی شگفتگی و تروتازگی برقرار رکھنے کے لئے فیس ماسک اہم کردار ادا کرتے ہیں اسی طرح سر کی جلد اور بالوں کی خوبصورتی و رعنائی میں اضافے کے لئے بھی مختلف ہوم میڈ ہیئر ماسک کی ضرورت پیش آتی ہے جو آپ بآسانی گھر بیٹھے استفادہ کرسکتے ہیں۔

۱۔ دو موہنے بالوں کے علاج کیلئے پپیتے کا ہیئر ماسک بہترین ثابت ہوتا ہے پپیتے کے 2 بڑے ٹکڑے لیں چھیل کر اس کو بلینڈر کرلیں پھر اس میں 1/2 کپ دہی مکس کرکے اس مکسچر کو اپنے سر کی جلد اور بالوں پر خوب اچھی طرح لگائیں 30 منٹ کے بعد نیم گرم پانی سے سر دھولیں (اس ماسک میں پپیتے کی جگہ کیلے کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے)۔

۲۔ خشک اور بدرونق بالوں میں جادوئی چمک اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے مایونیز میں شہد ملاکر بالوں میں لگائیں اور 30منٹ کے لئے اس مکسچر کو بالوں میں لگا رہنے دیں اس کے بعد نیم گرم پانی سے بالوں کو دھولیں۔

۳۔ کچے دودھ میں 1 چمچ شہد ملاکر بالوں میں اس مکسچر سے جڑوں سے سروں تک مساج کریں اور 25 سے 30 منٹ کے بعد نیم گرم پانی سے سر دھولیں۔

پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

پاکستان عوامی تحریک کی فیصل آباد میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف احتجاجی ریلی

فیصل آباد (24 مارچ 2015) پاکستان عوامی تحریک فیصل آباد کے زیراہتمام سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے پنجاب حکومت کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی گئی، ریلی میں عوامی تحریک کے ہزاروں کارکنان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ کارکنان خون کا بدلہ خون، دیت نہیں قصاص، قاتل حکمران نامنظور کے نعرے لگاتے رہے۔ احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور، صوبائی صدر بشارت جسپال، رانا طاہر، رانا ادریس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب کے موجودہ حکمران ہمارے 14 بے گناہ کارکنوں کے قاتل ہیں۔ جوڈیشل کمیشن نے بھی ماڈل ٹاؤن قتل و غارت گری کا ذمہ دار پنجاب حکومت کو ٹھہرایا۔ قاتل حکمرانوں اور قاتل پولیس کے نمائندوں پر مشتمل جے آئی ٹی قبول نہیں۔ ماڈل ٹاؤن قتل و غارت گری کے مرکزی کردار رانا ثناء اللہ کو ڈپٹی وزیراعلیٰ اور ڈاکٹر توقیر کو سفیر بنا دیا گیا۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہرالقادری کا شہداء کے خون کا قصاص لینے اور جے آئی ٹی کی تشکیل کے حوالے سے جو موقف پہلے روز تھا وہی آج ہے۔ احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے خرم نواز گنڈاپور نے کہا کہ سپریم کورٹ نے کوٹ رادھا کشن پر بننے والی پنجاب حکومت کی جے آئی ٹی کی رپورٹ اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دی اور نئی جے آئی ٹی بنانے کا حکم دیا۔ ہم اپنے 14 کارکنوں کی تفتیش شریف برادران کے نوکروں پر مشتمل جے آئی ٹی کے رحم و کرم پر کیسے چھوڑ دیں؟

انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ پنجاب بے گناہ ہیں تو پھر وہ غیر جانبدار جے آئی ٹی تشکیل دینے سے خوفزدہ کیوں ہیں اور سانحہ ماڈل ٹاؤن پر بننے والے جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ شائع کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے کہا کہ سیاسی مداخلت نے پنجاب پولیس کو بطور ادارہ تباہ کر دیا۔ آج عدالتوں سمیت کسی کو بھی پولیس پر اعتبار نہیں، اس کے ذمہ دار شریف برادران ہیں۔

واہ کینٹ (راولپنڈی): منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن ڈاکٹر طاہرالقادری کی زیرسرپرستی دکھی اور سسکتی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرداں ہے، کہیں نادار اور مستحق مریضوں کا علاج کروایا جاتا ہے، کہیں بیوگان میں سلائی مشینیں تقسیم کی

جاتی ہیں، رمضان کے مہینے میں غریب اور مستحق افراد کو رمضان پیکج کی صورت میں ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور کہیں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت غریب اور نادار اور یتیم بچیوں کی شادیاں کروائی جاتی ہیں۔ اسی سلسلے میں واہ کینٹ راولپنڈی میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب منعقد ہوئی۔
اس تقریب کے مہمان خصوصی چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری تھے جنہوں نے تقریب سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی خدمات ایک طرف سیاست کے میدان میں ہیں، ایک طرف مذہبی و دینی خدمات بھی ہیں، انقلاب مارچ اور تاریخ ساز دھرنا بھی عوام اور پسے ہوئے طبقات کے حقوق دلانے کے لئے تھا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زندگی کا لمحہ لمحہ پاکستانی قوم اور امت مسلمہ کی خدمت میں گزرا ہے اور گزر رہا ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے انقلابی کارکنوں کے جذبے میں رتی برابر بھی کمی نہیں آئی بلکہ ان کے جذبے میں کئی گناہ اضافہ ہوا ہے۔ کارکن انقلاب کیلئے اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے بے تاب ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا خون ہم پر قرض ہے۔ شہداء کے خون کا ایک ایک قطرہ عنقریب ایک ایک قاتل کے گلے کا پھندہ ثابت ہوگا۔ ظالم حکمرانوں اور انکے دہشت گردوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن پر جس طرح ظلم و بربریت کی انتہاء کی۔ اس کے مقابلے میں عوامی تحریک کے نہتے اور پرامن کارکنوں نے جرات بہادی کی سنہری تاریخ رقم کی ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے قائد جلد پاکستان آئینگے اور انقلابی جدوجہد کی قیادت کرینگے۔
سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک خرم نواز گنڈاپور نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف انکا تاریخی فتویٰ اقوام عالم کے لئے بڑا اثاثہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مہنگائی لوڈشیڈنگ، غربت، دہشت گردی سمیت درجنوں مسائل حکومت کی توجہ کے متقاضی ہیں مگر حکمرانوں کی ترجیحات کچھ اور ہیں۔ پاکستان مسائلستان بن چکا ہے، جلد عوام کا بپھرا ہوا سیلاب سب کچھ بہا لے جائے گا۔ عوام کا ریلہ نام نہاد سیاستدانوں کو ان کی کرپشن سمیت تنکوں کی طرح بہا لے جائے گا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری حقیقی معنوں میں امن کے سفیر ہیں۔ خداوند انکی عمر دراز کرے۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے واہ کینٹ کی تنظیم کو اجتماعی شادیوں کی خوبصورت تقریب کے انعقاد پر خصوصی مبارک باد دی۔

انسدادِ دہشت گردی کے لئے شیخ الاسلام مدظلہ کی خدمات

منہاج القرآن علماء کونسل کا قائد ڈے پر سیمینار

منہاج القرآن علماء کونسل کے زیراہتمام قائد ڈے تقریبات کے سلسلہ میں بعنوان ''انسداد دہشتگردی کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خدمات پر سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اس موقع پر علامہ مفتی ارشد القادری (پرنسپل جامعہ اسلامیہ رضویہ

لاہور)، علامہ پیر سید عبدالقادر شاہ (خطیب جامع مسجد راوی ریان شریف)، علامہ نعیم جاوید نوری (صدر سنی اتحاد کونسل لاہور)، حضرت پیر سید طاہر سجاد کاظمی زنجانی (چیئرمین ایڈوائزری کونسل)، محترم خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن)، علامہ سید فرحت حسین شاہ (مرکزی ناظم علماء کونسل)، علامہ محمد حسین آزاد الازہری (مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ)، علامہ امداداللہ خان قادری (صدر علماء کونسل پنجاب) اور علامہ میر محمد آصف اکبر قادری (ناظم علماء کونسل پنجاب) نے شرکت کی۔

سیمینار سے علامہ ارشدالقادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام نے ان تھک محنت کے بعد جس مقام پر تحریک کو پہنچا دیا ہے وطن عزیز میں مصطفوی انقلاب کا سویرا جلد طلوع ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سینکڑوں تحریکوں کا مطالعہ کیا ہے اور وہی تحریک کامیاب ہوئی جس نے پانچ عناصر دعوت، تربیت، تنظیم، تحریک اور انقلاب کو اختیار کیا۔ تحریک منہاج القرآن انہی مراحل سے گزر کر آخری مرحلہ انقلاب میں داخل ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے گزشتہ انقلاب مارچ کے موقع پر میں نے حمایت کی تھی اور آئندہ بھی جاری رکھوں گا۔

پیر سید عبدالقادر شاہ نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر تحریک ہے۔ شیخ الاسلام کی کال پر ہم نے لبیک کہا، آئندہ بھی حلقہ سیفیہ پاکستان عوامی تحریک کی کال پر ہراول دستہ کے طور پر شریک ہوگا۔ شیخ الاسلام نے قبل از وقت دہشت گردی کے خلاف فتویٰ جاری کر کے پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی اس سازش کو بے نقاب کیا لیکن حکومتوں نے ذمہ داری کا ثبوت دینے کے بجائے دہشت گردوں سے تعاون کیا، جس سے یہ ایک ناسور بن چکا ہے۔

سیمینار سے ناظم منہاج القرآن علماء کونسل علامہ سید فرحت حسین شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں امن و امان کی صورتحال بے حد تشویشناک ہے۔ آئے روز معصوم اور بے گناہوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ قاتل گرفتار ہوتے ہیں نہ ذمہ داران کو سزا دی جاتی ہے۔ وفاقی وصوبائی حکومتیں شہریوں کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انسانی جانوں کو بے وقعت کرنے والوں کو نہ کوئی پکڑتا ہے اور نہ کوئی پوچھتا ہے۔ عام شہریوں کے ساتھ ساتھ علمائے دین کے قتل کے واقعات کو محض فرقہ وارانہ فسادات کا تسلسل قرار دیکر حکومت اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں نہیں ہوسکتی۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ناظم اعلیٰ تحریک خرم نواز گنڈاپور نے کہا کہ علمائے کرام نے قومی ایکشن پلان پر عملدرآمد کی رفتار پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ پنجاب حکومت اس پلان کو ناکام بنانے کیلئے

آئمہ مساجد اور سپیکروں کو ٹارگٹ کر رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ حکومت قومی ایکشن پلان کو ناکام کرنے کے لیے دہشت گرد علماء و مدارس کے خلاف آپریشن کرنے کی بجائے ایمپلی فائر ایکٹ کے نام سے امن پسند اور دہشت گردی کے مخالف علماء و مشائخ کو نشانہ بنا رہی ہے اور بلاجواز گرفتاریاں کی جا رہی ہیں۔

سیمینار میں میزبانی کے فرائض مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ صاحبزادہ علامہ محمد حسین آزاد الازہری نے بحسن وخوبی سرانجام دیئے۔

سیمینار کے اختتام پر سالگرہ کا کیک کاٹا گیا اور شیخ الاسلام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت 23 شادیوں کی اجتماعی تقریب

لاہور (29 مارچ 2015) منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی 11 ویں سالانہ اجتماعی تقریب میں مسلم و غیرمسلم 23 جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ تقریب کی صدارت چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی جبکہ مہمان خصوصی سینئر سیاستدان اور سابق وفاقی وزیر محترمہ بیگم عابدہ حسین تھیں۔

شادیوں کی اجتماعی تقریب منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے سامنے وسیع سبزہ زار میں منعقد ہوئی۔ پروقار تقریب میں سیاسی، سماجی، دانشور شخصیات کے علاوہ شوبز کی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ ہر دلہن کو ڈیڑھ لاکھ روپے مالیت کا گھریلو سامان اور جیولری سیٹ کا تحفہ دیا گیا جبکہ ہر دولہا کو ایک گھڑی اور حق مہر کیلئے 5000 روپے کا تحفہ دیا گیا۔ مرکزی ناظم منہاج القرآن علماء کونسل علامہ سید فرحت حسین شاہ اور مرکزی ناظم رابطہ علماء ومشائخ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، جامع مسجد منہاج القرآن کے امام محترم قاری اللہ بخش نقشبندی اور ناظم دفتر علماء کونسل علامہ محمد عثمان سیالوی نے ہر جوڑے کا نکاح علیحدہ علیحدہ پڑھایا جبکہ مسیحی جوڑوں کی شادی کی رسومات پاسٹر شاہد گل نے ادا کیں۔ آنے والی ہر بارات کا استقبال پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے قائدین نے کیا۔ 1500 سے زائد مہمانوں کی تواضع پرتکلف کھانے سے کی گئی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی بیگم عابدہ حسین نے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک منہاج القرآن انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دکھی انسانیت کو سہارا دینا اور انکے دکھ سکھ کا ساتھی بننا سب سے بڑی انسانی خدمت اور عبادت ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ آئندہ سال 5 بچیوں

کی شادی کے اخراجات ادا کریں گی۔

صدر مجلس محترم ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم مساوات محمدی ﷺ کو نافذ کرنے کا ایجنڈا رکھتے ہیں۔ 18 کروڑ انسانوں کو موجودہ نظام نے معاشی اعتبار سے غلام بنا دیا ہے۔ پہلے ایک آقا ہوتا تھا جس کی غلامی سے نجات کیلئے پیسے درکار ہوتے تھے مگر موجودہ نظام کے تحت ہر شخص غلام ہے اور اس غلامی سے نجات کا واحد راستہ انقلاب ہے۔ ایسے منصف معاشرے کا قیام چاہتے ہیں جس میں کسی کو سانحہ ماڈل ٹاؤن جیسا ظلم کرنے کی ہمت نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا سیاسی فلسفہ صرف ایک جملے میں اس طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ جو حقوق اور انصاف اور سہولتیں صاحب حیثیت طبقات کو میسر ہیں وہی سہولتیں غریب خاندانوں کو بغیر مانگے دستیاب ہوں۔

تقریب کے منتظم اور منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ نے سالانہ کارکردگی رپورٹ پیش کی اور فلاحی منصوبوں کے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا۔

تحریک منہاج القرآن ہالینڈ کے صدر ڈاکٹر عابد عزیز نے کہا کہ اس خوشیوں بھری تقریب میں آکر ہر سال ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی انسانیت کیلئے عملی کاوش کو دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ میں واپس ہالینڈ حقیقی خوشی لے کر لوٹوں گا۔ انہوں نے کہا کہ تقریب دیکھ کر بے ساختہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو لمبی عمر اور صحت عطا فرمائے۔

تقریب میں مرکزی امیر منہاج القرآن محترم صاحبزادہ فیض الرحمان درانی، سیکرٹری جنرل PAT محترم خرم نواز گنڈاپور، ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض، محترم شبنم ناگی ایڈووکیٹ، محترمہ آمنہ بخاری، محترمہ راضیہ نوید، محترم جواد حامد نے خصوصی شرکت کی۔

تقریب کے اختتام پر تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی نے دعائے خیر کرائی جس کے بعد جہیز دلہنوں کے سرپرستوں کے حوالے کیا گیا۔

مرکزی ناظمہ ویمن لیگ کے تنظیمی دورہ جات

مورخہ 23 مارچ تا 28 مارچ مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید کے ہمراہ محترمہ گلشن ارشاد (ناظمہ تربیت) نے جنوبی پنجاب (جھنگ، منڈی شاہ جیونہ، شورکوٹ، چوک اعظم، چوبارہ، فتح پور، کہروڑ پکا، داجل، محمد پور، جام پور، چشتیاں، ہارون آباد اور میکلوڈ گنج) کے دورہ جات کئے۔ ان دورہ جات کا مقصد 17 جون سے لے کر انقلابی دھرنے تک کارکنان کی لازوال خدمات پر حوصلہ افزائی اور خراج تحسین پیش کرنا تھا۔

اس دوران مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید نے کہا کہ منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان نے ایک تاریخ رقم کردی ہے مگر ہم اپنی منزل مقصود کو پانے کے لئے ابھی بھی اپنے موقف سے نہیں ہٹے ہیں بلکہ جو شعور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے کارکنان اور پاکستان عوام کو انقلاب کا دیا ہے اس کو جلد جلا بخشنے کے لئے پاکستانی عوام کا بار بار یہ شعور دے کر ان میں تڑپ پیدا کرنی ہے کہ ملک پاکستان کی قسمت انقلاب کی صورت میں ہی بدلی جاسکتی ہے۔ ہم اس جہد مسلسل میں لگے رہیں گے اور بالآخر ایک دن اپنی منزل مقصود کو پالیں گے۔ محترمہ راضیہ نوید نے مزید کہا کہ انقلاب کبھی یکدم نہیں آتا بلکہ اس کے لئے برسہا برس لگ جاتے ہیں اور اس سفر میں ہم اور آپ نتائج کی پرواہ کئے بغیر اپنے قائد کے ساتھ استقامت سے شانہ بشانہ آگے سفر کرتے رہیں گے۔ لہذا وہ دن بھی آئے گا کہ دنیائے عالم میں پاکستان کو بھی لوگ عزت کی نظر سے دیکھیں گے اور یہاں کا بچہ بچہ خوشحال پرمسرت زندگی بسر کرے گا جبکہ ناظمہ تربیت محترمہ گلشن ارشاد نے تنظیمات کو ٹارگٹ دیتے ہوئے ورکنگ کے بارے میں معلومات حاصل کی اور مزید کام کو بہتر کرنے کے لئے ورکنگ پلان کو بھی Discuss کیا ساتھ ہی ممبر شپ پر فوکس کرنے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے پیغام کو بھی عوام الناس تک پہنچانے پر توجہ دلائی۔

الوداعی تقریب

گذشتہ روز مرکز پر تنظیم نو کے بعد مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید کے اعزاز میں عظیم الشان الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ان کی مشن مصطفوی کے لئے دی گئی خدمات کو سراہا گیا۔

صدر PAT محترم رحیق احمد عباسی صاحب نے کہا کہ محترمہ راضیہ نوید کو اللہ پاک نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے جن میں آپ کا تحمل اور برداشت قابل تحسین ہے۔

مبارک باد

سابقہ مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید اور ادارہ دختران اسلام کے ممبران محترمہ فرح ناز کو طور مرکزی ناظمہ (منہاج القرآن ویمن لیگ) منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے وژن کے مطابق اس مشن کو ویمن کے پلیٹ فارم کے ذریعے اپنی حقیقی منزل تک پہنچائیں۔

(منجانب: ادارہ دختران اسلام)

ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض صاحب نے کہا محترمہ راضیہ نے مختلف ادوار میں مرکز پر کام کیا بطور ناظمہ دعوت پھر بطور ناظمہ تنظیمات انہوں نے بہترین خدمات سرانجام دیں اور اب اس ڈیڑھ سالہ دور میں ان کی سرپرستی میں MWL نے انقلاب مارچ اور تاریخی دھرنے میں فقید المثال کردار ادا کیا۔

محترمہ فرح ناز

مجھے فخر ہے کہ میں محترمہ راضیہ کو بطور ناظمہ دعوت مرکز پر لے کر آئی۔ انہوں نے ہر ذمہ داری پر انتہائی احسن انداز میں خدمات سرانجام دیں اور بطور ناظمہ انہوں نے جس جانفشانی اور لگن سے ذمہ داری کو نبھایا وہ قابل ستائش ہے۔ میں ان کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ان کو مشن کے لئے اسی طرح قبول فرمائے۔

راضیہ نوید

میں نہایت مطمئن ہوکر مرکز سے واپس اسلام آباد جارہی ہوں کہ اس وقت ویمن لیگ کو محترمہ فرح ناز کی صورت میں اچھی قیادت نصیب ہوئی ان کا مرکز پر بطور ناظمہ پہلا دور بھی سنہرے دوروں میں یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ ان کی قیادت میں سفر انقلاب پایہ تکمیل کو پہنچے۔ ہم ہمہ وقت ان کے ساتھ شانہ بشانہ مشن مصطفوی میں اپنی خدمات دینے کے لئے تیار ہیں۔ علاوہ ازیں میری خواہش ہے اور اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ! میری کل متاع میرا بیٹا بھی مشن مصطفوی کی جدوجہد میں بہت سی ماؤں کے عظیم بیٹوں کی طرح جو مشن میں بیش بہا خدمات سرانجام دے رہے ہیں حضور شیخ الاسلام کی حفاظت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کی سربلندی کے لئے کام کرے۔ میں ابھی بھی مرکز سے واپس اس لئے جارہی ہوں کہ اپنے بیٹے کی اچھی انقلابی بنیادوں پر تربیت کروں تاکہ آنے والے سالوں میں مشن کو نئے دست و بازو مل سکیں۔

انٹرفیتھ ریلیشنز کے زیراہتمام سانحہ یوحنا آباد میں دہشت گردی کا نشانہ بننے والوں کی یاد میں دعائیہ تقریب

سانحہ یوحنا آباد میں دہشت گردی کا نشانہ بننے والوں کی یاد میں انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیراہتمام مرکزی سیکرٹریٹ پر دعائیہ تقریب منعقد کی گئی جس میں شمعیں روشن کر کے زخمی اور ہلاک ہونے والوں کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا گیا۔ تقریب میں مسیحی رہنما ریورنڈ ڈاکٹر مرقس فدا، چیئرمین گوسپل مشن پاکستان، رومانہ بشیر کوآرڈینیٹر پاپائے کونسل برائے مکالمہ پاکستان، جی ایم ملک، گلشن ارشاد، عائشہ مبشر، شہزاد رسول و دیگر مسلم و مسیحی رہنماؤں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دعائیہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈائریکٹر انٹرفیتھ ریلیشنز سہیل احمد رضا نے کہا کہ سانحہ یوحنا آباد کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ گرجا گھروں

پر دہشت گردی نے المیہ کو جنم دیا ہے، سانحہ بہت المناک ہے، ہر آنکھ اشک بار ہے۔ سانحہ یوحنا آباد کے مظلوموں کے ہاتھ حاکمان وقت کے گریبانوں پر ہیں۔

نام نہاد خادم اعلیٰ ہر واقعہ کے بعد مگرمچھ کے آنسو بہا کر، فوری نوٹس لے کر، مذمتی بیان جاری کرا کے حقائق سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ حکمرانوں کو ڈوب مرنا چاہیے کہ مسلم، سکھ ہندو، مسیحی کا سب کا اعتماد نظام انصاف سے اس حد تک اٹھ چکا ہے کہ اب وہ اپنے فیصلے خود کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر مرقس فدا نے کہا کہ مسیحی برادری انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن کی شکر گزار ہے جو ڈاکٹر طاہرالقادری کی عظیم قیادت میں وطن عزیز میں بسنے والے تمام مذاہب کے ساتھ رواداری کے فروغ اور انکے بنیادی حقوق کے تحفظ کیلئے مصروف عمل ہیں، ہم ڈاکٹر طاہرالقادری جیسے قومی لیڈر پر فخر کرتے ہیں۔ وہ ہر سطح پر مذہبی اقلیتوں کے حقوق کیلئے آواز بلند کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ کے بعد دو انسانوں کو زندہ جلانے والے یسوع مسیح کے پیروکار ہرگز نہیں ہو سکتے۔ دونوں افراد کی ہلاکت کی مسیحی برادری مذمت کرتی ہے اور یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ ان پولیس والوں کو بھی منظر عام پر لایا جائے، جنہوں نے دونوں افراد کو مشتبہ قرار دیکر ہجوم کو اشتعال دلایا اور ان کے حوالے کر دیا۔

رومانہ بشیر نے کہا کہ وطن عزیز میں مذہبی اقلیتوں کے ساتھ ملک دشمن سازشیں کر رہے ہیں۔ تمام محبّ وطن قومیں متحد ہو کر اس سازش کا مقابلہ کریں۔ منہاج القرآن کی امن کیلئے کاوشیں مسیحی برادری کیلئے باعث اطمینان ہیں۔ تقریب کے اختتام پر ڈائریکٹر فارن افیئرز منہاج القرآن جی ایم ملک، شہزاد رسول ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز اور ریورنڈ ڈاکٹر مرقس فدا نے ملک میں قیام امن کیلئے دعا کروائی۔

اظہار تعزیت

سینئر ممبر زہرہ نوری کے سسر محترم، صدر تحصیل ڈنگہ (منہاج القرآن ویمن لیگ) محترمہ اقصیٰ قادری کی والدہ محترمہ، صدر گکھڑ گوجرانوالہ سدرہ عثمان کا بیٹا اور صدر تحصیل فاروق آباد محترم نوید عمران کے والد محترم اور والدہ محترمہ بقضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے۔ اللہ رب العزت جملہ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (منجانب: ادارہ دختران اسلام)

پاکستان عوامی تحریک کے زیرِ اہتمام آل پاکستان ورکرز کنونشن

فیصل آباد: سانحہ ماڈل ٹاؤن کو 9 ماہ گزرنے اور انصاف نہ ملنے پر پُرزور احتجاج

جنوبی پنجاب میں سابقہ مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید اور ناظمہ تربیت گلشن ارشاد کے دورہ جات

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45

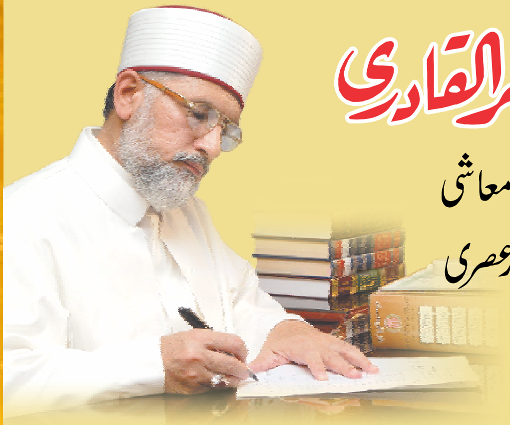

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، معاشی
اقتصادی، سائنسی، فقہی، قانونی، انقلابی، فکری اور عصری
موضوعات پر 470 سے زائد کتب